www.UrduFanz.com
33
New Goodluck Book Centre
Kaurey Stop Walton Road,
Lahore Cantt, Ph:
محمود، فاروق، فرزانہ
اور — انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر ۵۴۱
سب سے بڑا ڈاکا
اشتیاق احمد

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ان
کی بکریاں تھیں جو سلع (پہاڑ) میں چرتی تھیں۔ ان کی ایک
لڑکی نے ایک بکری کو پایا وہ مرنے کے قریب تھی تو ایک پتھر
توڑا، اس سے اس بکری کو ذبح کر دیا (بخاری) ایک
عورت نے ایک بکری کو ذبح کر دیا ایک پتھر سے، پھر
اس کا ذکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، کعب نے اپنے
لوگوں سے کہا، ابھی اس بکری کو مت کھاؤ، جب تک میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض نہ کر لوں، پھر وہ خود گئے
یا انھوں نے کسی کو بھیجا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کچھ برائی نہیں دیکھی (احمد اور
بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ان کو
اس کے کھانے کا۔ (اس سے یہ نکلا کہ عورت اور غلام کا
ذبیحہ جائز ہے اور یہی مذہب ہے اہل علم کا)

(سنن ابن ماجہ شریف، جلد سوم، صفحہ نمبر ۲۹، حدیث نمبر ۲۱۹۵)

دو باتیں

السلام علیکم!

لکی نمبر سسٹم کے بارے میں چند قارئین نے کچھ اعتراضات بھی کیے ہیں۔ زیادہ تر نے خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے طعنے دیے ہیں۔ اعتراضات کرنے والوں کو اعتراضات یہ ہیں کہ یہ تو جناب ایک قسم کا جوا ہو گیا۔ لاٹری ہو گئی۔ جی نہیں۔ جوا کھیلنے کے لیے لوگ رقم لگاتے ہیں۔ یا تو جواب میں بڑی رقم مل جاتی ہے یا ان کی رقم بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ جب کہ اس میں لکی نمبر ہو تب بھی کتاب دس روپے کی ہے۔ آپ دس روپے کی کتاب خریدتے ہیں۔ کوئی لاٹری کا ٹکٹ نہیں۔ ٹکٹ آپ کے کسی کام نہیں آتا۔ صرف لاٹری نکلنے نہ نکلنے کی حد تک آپ کو اپنے پاس رکھنا پڑتا ہے۔ جب کہ دس روپے کی کتاب

پڑھنے کے بعد بھی آپ کے پاس رہتی ہے۔ آپ کے گھر کا ہر فرد اس کو پڑھ سکتا ہے۔ آپ کے دوست احباب اور رشتے دار بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کتاب پھر آپ کے پاس محفوظ۔ بعد میں بھی آپ کے چھوٹے بہن بھائیوں کے پڑھنے کے کام آئے گی، جب وہ پڑھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ تو یہ جوا کس طرح ہو گیا۔ لاٹری کس طرح ہو گئی۔ طعنے دینے والے کہتے ہیں: آخر آپ بھی انعامی سکیم شروع کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ طعنہ کسی حد تک درست ہے۔ لیکن یہ وہ انعامی سکیم نہیں جو پہلے تھی۔ اب ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی حصہ لے نہ لے، لیکن وہ اس سلسلے میں ناول خریدتے ہی شریک ہو جاتا ہے۔ اور جنہوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ ان کا تو میں بس شکریہ ہی ادا کر سکتا ہوں۔

بہرحال ایک بار پھر آپ چار چھوٹے ناول پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک نئی تبدیلی محسوس کر رہے ہیں۔ [illegible] کہا ہے۔ اب باقاعدہ [illegible] سے [illegible] ہیں۔ [illegible]

[illegible]

منصوبہ

"آج میں نے اپنا کام ایک ناول پر مکمل کیا ہے۔ دوست جانتے ہو، میں نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟"

"ظاہر ہے، کوئی عجیب و غریب سا نام رکھا ہو گا۔"

"ہاں، اس کا نام ہے، سب سے بڑا ڈاکا۔"

"کیا مطلب۔ کیا اس ناول میں کسی ڈاکے کی تفصیل درج ہے؟"

"ہاں، ایک اتنے بڑے ڈاکے کی تفصیل کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ بلکہ تم کیا، کوئی بھی نہیں سوچ سکتا۔ پوری دنیا میں سب سے بڑا ڈاکا اس ناول کا موضوع ہے۔ ایک گروہ ڈاکا ڈالنے کا ایک بہت زبردست منصوبہ بناتا ہے۔ اس منصوبے کی ایک ایک کڑی۔ ایک ایک وضاحت۔ ایک ایک باریکی میں نے لکھ دی ہے، اس قدر مکمل منصوبہ۔ کہ اگر..."

"ڈر اگر کیا؟"

"ڈر اگر — کوئی جرائم پیشہ گروہ اس منصوبے پر عمل کر گزرے تو یہ ناول ایک حقیقت بن جائے۔"

"کیا کہا؟"

"ہاں دوست — وُہ گروہ اس منصوبے پر نہایت کامیابی سے عمل کر سکتا ہے، لیکن..."

"تب تو کیا — ایسا ناول شائع کرنا خطرناک بات نہیں ہو گی؟"

"ضرور خطرناک ہو سکتی ہے، لیکن..."

"لیکن کیا؟"

"اس پورے منصوبے میں مَیں نے صرف اور صرف ایک خامی چھوڑ دی ہے — کوئی گروہ اگر اس منصوبے پر عمل کر بھی گزرے — تو بھی وُہ پکڑا جائے گا — کیونکہ اس خامی کا اندازہ اسے اس وقت ہو گا، جب وُہ پکڑا جا چکا ہو گا۔"

"اور اگر کوئی تم سے اس خامی کے بارے میں معلوم کر لے؟"

"لیکن میں کسی کو کیوں بتانے لگا؟"

"کیا اس ناول کے بارے میں تم نے کسی اور کو

کچھ بتایا ہے؟"

"نہیں، ایک لفظ بھی نہیں — یہ میری عادت نہیں — ناول کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتایا — آج زندگی میں پہلی بار تمہارے سامنے یہ ذکر کر بیٹھا ہوں — وُہ بھی شاید اس لیے کہ اس قدر زبردست منصوبہ میرے ذہن میں آج تک نہیں آیا ہو گا — اور سچ تو یہ ہے..."

"سچ تو کیا ہے — تم بتاتے بتاتے رک کیوں جاتے ہو؟"

"سچ تو یہ ہے، میرے دوست — کہ میں نے اس ناول کو لکھنے سے پہلے خود چل پھر کر غور کر کے، حالات کا جائزہ لے کر — ایک ایک جگہ کا نقشہ ذہن میں رکھ کر پوری تفصیلات پہلے جمع کیں — ان کو نوٹ کرتا رہا — پھر ان تفصیلات کو سامنے رکھ کر ناول لکھنا شروع کیا تھا — مطلب یہ کہ یہ ناول نہیں — کوئی فرضی قصّہ نہیں — ایک حقیقت ہے — بہت بڑی حقیقت — عالمی بینک میں ڈاکا!"

"اوہ — تو یہ ڈاکا عالمی بینک میں ڈالا جائے گا؟"

"تم غلط بول گئے میرے دوست — عالمی بینک میں یہ ڈاکا ڈالا نہیں جائے گا — بلکہ عالمی بینک میں ڈاکا ڈالنے کا منصوبہ میں نے ترتیب دیا ہے — اور اگر میں وُہ خامی نہ چھوڑوں تو ایک ماہر گروہ — یعنی ڈاکوؤں کا

ایک ماہر گروہ نہایت آسانی سے یہ ڈاکا ڈال سکتا ہے۔ اور نہایت کامیابی سے فرار ہو سکتا ہے۔"

"حیرت ہے۔ آخر وہ منصوبہ کیا ہے؟"

"ناول شائع ہو گا تو پڑھ لینا میرے دوست!"

"حکومت اس ناول پر اعتراض نہیں کرے گی؟"

"نہیں کر سکے گی۔ میں نے ناول کے آخر میں نوٹ لکھ دیا ہے۔ کوئی جرائم پیشہ گروہ اس منصوبے پر عمل کرنے کی جرأت نہ کرے، اس لیے کہ مصنف نے اس منصوبے میں ایک خامی باقی رہنے دی ہے۔ اس خامی کی وجہ سے ڈاکا کامیاب نہیں ہو سکے گا اور مجرم پکڑے جائیں گے۔"

"خوب! کیا تمھیں یقین ہے۔ اس خامی کو دور کیے بغیر کوئی گروہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکے گا؟"

"بالکل نہیں!"

"اور اگر وہ خامی دور کر دی جائے؟"

"تب سو فی صد کامیابی ہے۔"

"اور اس خامی کا تمھارے علاوہ کسی کو پتا نہیں؟"

"بالکل نہیں!"

"اور نہ اس ناول کے بارے میں یا خامی کے بارے میں تمھارے گھر والوں کو کچھ پتا ہے؟"

"نہیں!"

"بہت خوب! اس کا مطلب ہے۔ دنیا میں صرف میں ایک ایسا آدمی ہوں، جس کو یہ راز معلوم ہے۔"

"ہاں! لیکن تمھیں معلوم ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑ جاتا۔ تم تو میرے دوست ہو۔ بہت ایمان دار۔ بہت اچھے!"

"ہاں! لیکن..."

"لیکن کیا؟"

"میں یہ منصوبہ کسی کو فروخت تو کر سکتا ہوں!"

"کیا مطلب؟"

"ہاتھ اوپر اٹھا دو میرے دوست!"

"کک۔ کیا مطلب؟"

"منہ سے ایک لفظ بھی نکالا تو گولی مار دوں گا۔ اب سیف کی طرف گھوم جاؤ اور اس ناول کا مسودہ نکال لو۔"

"یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تت۔ تم تو میرے دوست ہو۔"

"ہاں! میں تمھارا دوست ہوں، لیکن میں تم سے

زیادہ اپنا دوست ہوں ۔ مجھے اپنے اور اپنے ساتھیوں
کے لیے کوئی نہ کوئی منصوبہ ہر ماہ بنانا پڑتا ہے ۔
لیکن آج تو مجھے بنا بنایا منصوبہ مل گیا ۔ ہینگ لگی نہ
پھٹکڑی ، رنگ چوکھا آ گیا ۔ اب آئے گا مزا ۔ دنیا کا سب
سے بڑا ڈاکا میرا گروہ ڈالے گا ۔ ہاہا!"

"حیرت ہے ۔ افسوس ہے ۔ تم اور ڈاکو ۔ میں تو ایسا سوچ
بھی نہیں سکتا تھا ۔ معاشرے میں تو..."

"ہاں ! معاشرے میں میں بہت نیک نام ہوں ۔ بہت
باعزت آدمی ہوں ۔ بہت دولت مند آدمی ہوں ۔ بہت
خیرات کرتا ہوں ۔ اخبارات میں آئے دن میری سخاوت
کی کہانیاں شائع ہوتی رہتی ہیں ۔ لیکن میرے دوست
اب تم سے کیا پردہ رہ گیا ۔ میرا اصل کام یہی ہے ۔
کہ میں ڈاکوؤں کے ایک گروہ کا سردار ہوں ۔ بے تحاشہ
لوٹی ہوئی رقموں میں سے اگر میں نیک نام بننے کے
لیے کچھ ہزار روپے ماہانہ غریبوں پر خرچ کر دیتا ہوں
تو اس سے بھی تو مجھے ہی فائدہ ہوتا ہے ۔ کوئی میرے
بارے میں کبھی یہ سوچنے کی ضرورت تک محسوس نہیں
کرتا کہ میں کوئی جرائم پیشہ آدمی بھی ہو سکتا ہوں ۔"

"لیکن ! تم اس ڈاکے میں کامیاب نہیں ہو سکو گے ۔

وہ خامی تمھیں لے بیٹھے گی ۔"

"بھول ہے تمھاری ۔ میں تمھیں اپنے ساتھ لے جا
رہا ہوں ۔ خامی تم سے معلوم کرنے کے بعد ہی اس منصوبے
پر عمل کیا جائے گا ۔ ہم پوری طرح پہلے ریہرسل کریں
گے ۔ عملی طور پر اس منصوبے کا جائزہ لیں گے ۔ اور
جب ہمیں یقین ہو جائے گا کہ منصوبے پر عمل کرنے
کے قابل ہو گئے ہیں تو کام شروع کریں گے ۔ ہم جلدی
ہرگز نہیں کریں گے ، اگر ہمیں چھے ماہ تک بھی مشق کرنا
پڑی تو کریں گے ۔"

"نن ۔ نہیں ۔ میرے دوست نہیں ۔"

"اب تمھارے نہیں نہیں کرنے سے کیا بنتا ہے ۔
ناول شائع کرنے سے پہلے مجھ پر یہ راز کھولنا تمھاری
زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی دوست ۔ اب تمھیں اس
غلطی کا خمیازہ تو بہرحال بھگتنا ہو گا ۔"

"دیکھو دوست ۔ یہ جرم کا راستہ ہے ۔ اس راستے
سے پھل کوئی بھی نہیں پاتا ۔ آخر کو جیل ہی جانا
پڑتا ہے ۔ میری مانو ۔ اپنے ارادے سے باز آ جاؤ ۔
اس زندگی سے توبہ کر لو ۔ میں کسی کو تمھارا راز
نہیں بتاؤں گا ۔"

"پاگل ہوئے ہو — میرا گروہ پورے پندرہ آدمیوں
کا ہے — ان سے میں کیا کہوں گا — ارے ہاں —
اس ڈاکے والے منصوبے میں کل کتنے آدمی ڈاکا ڈالنے
آتے ہیں؟"

"صرف نو آدمی"۔

"بہت خوب! تب تو کام بن گیا"۔

"میں یہ مسودہ ہرگز نہیں دوں گا"۔

"اور میں تم سے مسودہ مانگ بھی نہیں رہا —
تم نے سیف نہیں کھولا اب تک — اگر اب بھی تم
نے دیر لگانے کی کوشش کی تو پھر میں اپنے پستول
کی تمام گولیاں تمہارے سینے میں اتار دوں گا — میرا
یہ پستول ہے بھی بے آواز — جلدی کرو"۔

سیف کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"یہ لو — یہ رہا مسودہ — لیکن یہ بات لکھ لو —
جونہی تم اس مسودے کو چھوؤ گے — گویا آگ اور موت
کا کھیل شروع کرو گے"۔

"اس قسم کے کھیل ہی میری زندگی ہیں — لاؤ
مسودہ مجھے دو — اور میرے آگے آگے چلو — تمہارے
تمام گھر والے سوئے پڑے ہیں — میں بھی کتنے صحیح

وقت پر آج تم سے ملنے آیا — دراصل میں جانتا ہوں
نا — تم رات گئے تک لکھتے رہنے کے عادی ہو، جب
کہ سب گھر والے گہری نیند کے مزے لے رہے ہوتے
ہیں — اب میرے یہاں آنے کے بارے میں کسی کو معلوم
نہیں — لہٰذا سب کام بہترین طریقے سے ہوگا"۔

"اچھی بات ہے دوست — اب جو تم کرو گے — اس
کی ذمے داری بھی تم پر ہوگی"۔

"ہاں ہاں! تم فکر نہ کرو — میں تمہیں ذمے دار نہیں
ٹھہراؤں گا — ہا ہا ہا!"

جلد ہی کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی — اور
پھر آدھ گھنٹے بعد کار رکنے کی آواز سنائی دی۔

"یہ — یہ — یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو؟"

"اب میں تمہیں اغوا کر کے اپنے گھر تو لے جانے
سے رہا — ظاہر ہے، میں تمہیں اس اڈے پر ہی لا سکتا
تھا — جہاں میرے ساتھی ہوتے ہیں"۔

کار کے رکتے ہی کچھ غنڈے ان کی طرف دوڑ پڑے۔

"آ ہا — باس! یہ کسے ساتھ لے آئے؟"

"اپنے دوست کو — یہ ہمارے ملک کے سب سے مشہور
ناول نگار ہیں — غضب کے ناول لکھتے ہیں — ایسے بیر ناول

میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لیے پہلے موقع محل جا
کر دیکھتے ہیں۔ ایک ایک چیز کا جائزہ لیتے ہیں۔
پھر ناول لکھتے ہیں۔ ان کی یہ عادت آج ہمارے کام
آئے گی۔"

"کیا مطلب؟"

اور باس انہیں تفصیلات سنانے لگا۔

نیلے لباس والا

وہ اس وقت ناشتے کی میز پر تھے۔ آج بیگم جمشید
نے خاص قسم کا ناشتا تیار کیا تھا، یہ ناشتا وہ آموں کے
موسم میں تیار کرتی تھیں۔ خاص قسم کی روٹیاں تیار کرتی
تھیں، جو آموں کے ساتھ بہت مزا دیتی تھیں۔ ابھی
وہ ناشتے سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ٹیلی فون کی
گھنٹی بجی:

"مجھے اس گھنٹی سے خطرے کی بو آ رہی ہے۔ ابا
جان آپ نہ اٹھائیے گا۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"اور اگر تم اٹھاؤ گے تو کیا خطرے کی بو سے نجات
مل جائے گی؟"

"میں اس قسم کی کوشش تو کر ہی سکتا ہوں نا۔" اس
نے مسکرا کر کہا۔

"اچھی بات ہے۔ تو پھر تم ہی سن لو۔ میں خود آج

آرام کے موڈ میں ہوں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

فاروق نے خوش ہو کر ریسیور اُٹھایا اور بولا:

"اسلام علیکم!"

"یہ نمبر انسپکٹر جمشید صاحب کا ہے نا؟" دوسری طرف سے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا گیا — آواز کسی عورت کی تھی۔

"ہاں بالکل۔" فاروق نے کہا۔

"میں بیگم گمنام راہی بات کر رہی ہوں — فون ذرا انھیں دیں۔"

"بیگم گمنام راہی!" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا کہا — بیگم گمنام راہی!" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"کیوں — کوئی خاص بات ابا جان؟" محمود نے بھی حیران ہو کر کہا۔

"گمنام راہی ہمارے ملک کے بہت بڑے مصنف ہیں۔" انھوں نے بتایا۔

"اوہ تو پھر لیجیے — آپ ہی فون سن لیجیے — ان کی بیگم آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔"

یہ کہہ کر فاروق لگا اُٹھنے:

"کہاں چل دیے؟"

"مجھے تو ذرا آج ایک دوست کے ہاں جانا ہے — تم چلنا چاہو تو شوق سے میرا ساتھ دے سکتے ہو — دراصل میں فون پر گفتگو ختم ہونے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں — تاکہ یہ کیس پلے نہ پڑ جائے۔"

"لیکن بھئی — کیسوں سے ڈرنے والے ہم کب سے ہو گئے۔" فرزانہ ہنسی۔

"میں ڈرتا نہیں — صرف گھبراتا ہوں۔" فاروق بولا

محمود ہنس پڑا۔

"ٹھہرو فاروق! تم لوگ کہیں نہیں جاؤ گے۔" انسپکٹر جمشید نے ریسیور پر ہاتھ رکھ کر کہا اور پھر ہاتھ اٹھا کر فون پر بات کرنے لگے:

"آپ فکر نہ کریں — ہم آ رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا — اور ان کی طرف دیکھا:

"بے چارے گمنام راہی کو کسی نے اغوا کر لیا ہے۔"

"حیرت ہے — ایک مصنف کو اغوا کرنے کی کسی کو کیا ضرورت پیش آ گئی۔" محمود بڑبڑایا۔

"ضرورت کی بھی ایک ہی کہی۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"بھئی وہ بہت بڑے مصنف ہوں گے — ان کے

پاس بے تحاشہ دولت ہو گی ۔ لہٰذا اب اغوا کرنے والے ان کی بیگم سے رابطہ قائم کریں گے ۔ اور دولت کا مطالبہ کریں گے"۔

"لیکن ابا جان، انھوں نے آپ کو کیوں فون کیا ۔ اپنے علاقے کے پولیس اسٹیشن کو کیوں فون نہیں کیا؟"

"وہاں بھی کیا ہو گا، لیکن ان لوگوں سے انھیں کوئی امید نہیں ہو گی ۔ ہم سے کوئی اُمید نظر آئی ہو گی ۔ لہٰذا انھوں نے فون کر دیا"۔

"مجھے تو فون کرنے کی کوئی اور وجہ محسوس ہوتی ہے"۔

"تو پھر جاؤ ۔ جا کر معلوم کر لو اور انھیں "تلاش" بھی کر دو"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہائیں ۔ تو کیا آپ ساتھ نہیں چلیں گے؟"

"نہیں بھئی ۔ یہ بہت معمولی سا کیس لگتا ہے ۔ تم ہی حل کر ڈالو اسے"۔

"اس کا مطلب ہے ۔ ہم صرف معمولی کیسوں کے لیے ہیں"۔ محمود نے بُرا مان کر کہا۔

"تم غلط سمجھے ۔ میرا مطلب تھا ۔ میرے نزدیک یہ کیس بہت معمولی سی نوعیت کا ہو سکتا ہے ۔ باقی لوگوں کے لیے نہیں ۔ بلکہ ہو سکتا ہے ۔ پولیس کے لیے تو یہ

کیس دردِ سر ثابت ہو"۔

"لیکن آپ کیوں ساتھ نہیں چل رہے؟"

"میں چاہتا ہوں ۔ تم میں خود اعتمادی پیدا ہو ۔ میری موجودگی میں تم صرف باتیں بناتے ہو، لیکن جب میں ساتھ نہیں ہوتا تو صرف کام کرتے ہو"۔

"اگر یہ بات ہے تو ہم وعدہ کرتے ہیں ۔ اب آپ کی موجودگی میں صرف کام کیا کریں گے اور باتیں صرف آپ کی عدم موجودگی میں کر لیا کریں گے"۔ فاروق نے سہمی صورت بنائی۔

انسپکٹر جمشید مسکرا دیے، پھر بولے:

"اچھا! اس وقت تو تم جاؤ ۔ اگر کوئی الجھن محسوس ہو تو مجھے فون کر دینا، آ جاؤں گا ۔ ویسے میں ایک بات تمھیں بتا سکتا ہوں"۔ یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے۔

"چلیے ۔ ہم اسی ایک بات سے گزارا کر لیں گے"۔

"لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ گمنام راہی بہت زیادہ دولت مند ہے، لیکن میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ بس واجبی سا دولت مند ہے ۔ اگر اغوا کرنے والے کوئی بڑا مطالبہ کر بیٹھے تو اس کی بیگم ہرگز پورا نہیں کر پائیں گی ۔ اس صورت میں بھی تم مجھے فون کر دینا۔

کیونکہ گمنام راہی مجھے بہت پسند ہے۔"

"کس لحاظ سے؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"اپنے ناولوں کی وجہ سے۔ اس کے ناولوں میں وطن سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے اور اس سے بھی زیادہ محبت اسلام سے نظر آتی ہے۔ وہ سچا مسلمان اور سچا محب وطن ہے۔ لہٰذا اس کی مدد کرکے مجھے خوشی ہو گی۔" انھوں نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہم اس کے لیے جان تک لڑا دیں گے۔" محمود نے کہا۔

"باتیں کم اور کام زیادہ۔" انسپکٹر جمشید نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"یہ بات تو اس سے میں بھی کہتا رہتا ہوں ابا جان۔" فاروق مسکرایا۔

"بالکل غلط۔ یہ بات تم نہیں۔ میں تم سے کہتا رہتا ہوں۔" محمود نے جل کر کہا۔

"اوہ۔ شاید میں بھول گیا تھا۔ خیر۔ یونہی سہی۔"

"اچھا، اب تم جاؤ۔ اس سے پہلے کہ علاقے کی پولیس وہاں پہنچ کر کام خراب کرے۔ تم پہنچ جاؤ۔ ہو سکتا ہے، تمھیں وہاں سے کوئی بہت کام کی چیز مل جائے۔"

"جی۔ بہت بہتر!"

تینوں کار میں بیٹھ کر گمنام راہی کے گھر کے سامنے پہنچے۔ انھوں نے ایک نظر چاروں طرف ڈالی۔ فرزانہ چونک سی گئی۔

"کچھ محسوس کیا؟"

"ہاں! نیلے لباس والا ایک شخص کچھ فاصلے پر بے خیالی کے انداز میں کھڑا ہے۔ لیکن وہ چور نظروں سے گمنام راہی کے گھر پر ہی نظریں جمائے ہوئے ہے۔ گویا وہ اس بات کا جائزہ لے رہا ہے کہ وہاں کون آتا ہے، کیا کارروائی کرتا ہے۔"

"اوہ۔ تو پھر پہلے ہمیں اس کا انتظام کرنا چاہیے۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"اس طرح کھیل خراب ہو جائے گا۔ اس سے کہیں بہتر یہ رہے گا کہ ہم اس کی نگرانی شروع کرا دیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔" محمود نے کہا اور اندر کی طرف بڑھا۔

دستک کے جواب میں ایک ادھیڑ عمر عورت نے دروازہ کھولا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"جی فرمائیے۔"

"آپ نے ہی ہمیں فون کیا تھا؟"

"کیا آپ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں؟"

"آپ کا اندازہ درست ہے۔"

"لیکن انسپکٹر صاحب کہاں ہیں۔ وہ آپ کے ساتھ کیوں نہیں ہیں؟"

"وہ اپنے حساب سے کسی کیس میں شامل ہوتے ہیں۔ ہمارا اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ آپ اس چکر میں نہ پڑیں اور پہلے ہمیں فون بک لے چلیں۔ ان شاء اللہ بہت جلد راہی گمنام صاحب یہاں موجود ہوں گے۔" فاروق نے کہا۔

"راہی گمنام نہیں۔ گمنام راہی۔" وہ مشکل سے مسکرائیں۔

"جی بہت بہتر۔ ویسے میں معافی چاہتا ہوں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"معافی کس بات کی؟"

"راہی گمنام کہنے پر۔"

"کوئی بات نہیں، ویسے وہ اپنا یہ نام سنیں تو شاید یہی رکھنے پر غور کرنے لگیں۔" انھوں نے کہا۔

"پہلے ہم ایک فون کریں گے۔ اس کے بعد کوئی اور بات کریں گے۔"

"اوہ ہاں! آئیے۔" انھوں نے کہا اور ایک سمت میں مڑ گئیں۔

فاروق نے سب انسپکٹر اکرام کو فون کیا۔

"السلام علیکم انکل۔ صبح صبح آپ کو زحمت دے رہے ہیں۔ امید ہے، معاف فرمائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ فرما دیا۔ آگے چلو۔"

"ہم تو پہلے ہی آگے چلنے کا کام کر چکے ہیں۔ اب آپ کی باری ہے۔ ہمراہی گمنام صاحب کو تو جانتے ہی ہوں گے۔"

"ہمراہی گمنام۔ یہ نام تو زندگی میں پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"گمنام راہی۔" بیگم گمنام اس بار ہنس پڑیں۔ اور فاروق نے دل میں کہا، یہی میں چاہتا تھا۔ اداس اداس۔ بجھے بجھے لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے۔

"اوہ سوری انکل۔ گمنام راہی۔"

"اگر نام بھول ہی گئے تھے تو راہی گمنام کہا ہوتا۔ تم نے تو اسے بھی ہمراہی بنا دیا۔" اکرام ہنسا۔

"چلیے انکل کچھ بنایا ہی ہے نا۔ بگاڑا تو نہیں۔"

"اب تم سے کون مغز مارے۔"

"میرے پاس محمود اور فرزانہ ہیں، آپ فکر نہ کریں۔ اس وقت گمنام راہی صاحب کی کوٹھی کے سامنے ایک ٹھ نیلے لباس والا موجود ہے۔ فوراً اس کی نگرانی پر دو آدمی

مفقود کر دیں" یہ کہہ کر اس نے ساری بات بھی بتائی۔
"سمجھ لو یہ کام ہو گیا۔"
"انکل ہوں تو آپ جیسے" یہ کہہ کر فاروق نے ریسیور رکھ دیا۔
"کیا مطلب۔ ہمارے گھر کے سامنے کوئی شخص موجود ہے۔"
"ہاں! وہ ضرور مجرموں کا ساتھی ہے اور یہ جائزہ لینے آیا ہے کہ یہاں اغواء کے جواب میں کیا کارروائی ہوتی ہے۔"
"اوہ! تب تو فوری طور پر اسے گرفتار کر کے ان کا پتا پوچھنا چاہیے۔" بیگم گمنام بے چین ہو گئیں۔
"اس طرح کام خراب ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے۔ اسے ختم کر دیا جائے۔ البتہ اس کا تعاقب کر کے ہم اس ٹھکانے تک پہنچ سکتے ہیں۔"
"خیر! یہ آپ کا کام ہے۔ آپ جانیں۔"
"فاروق تم نے یہ کس بات پر کہا تھا، میرے پاس محمود اور فرزانہ ہیں۔"
"انکل کہہ رہے تھے کہ اب تم سے کون مغز مارے۔ میں نے کہہ دیا، میرے پاس محمود اور فرزانہ ہیں۔"
"دیکھا فرزانہ۔ ہم اس سے مغز مارنے کے لیے ہیں۔" محمود نے آنکھیں نکالیں۔

"پہلے کام۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔
اب وہ گمنام راہی کے کمرے میں آئے۔
"کیا یہ کمرہ بالکل اسی حالت میں ہے، جس حالت میں آپ کو صبح سویرے ملا تھا؟"
"ہاں! میں جاسوسی ناول پڑھتی رہتی ہوں اور اخبارات میں آپ لوگوں کے کارناموں کی تفصیل بھی، لہٰذا جانتی ہوں کہ کمرۂ واردات کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔"
"شکریہ! آپ نے ہمارے لیے آسانی پیدا کر دی۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔
"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ ہم جب کسی کیس پر کام کرتے ہیں تو اس کیس سے متعلق ہر شخص کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔"
"ہاں! جانتی ہوں، لیکن آپ یہ بات مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔"
"اس لیے کہ ہمارا سب سے پہلا شک آپ پر جا رہا ہے۔ یعنی یہ سب آپ کا کیا دھرا ہے۔"
"ارے باپ رے۔ لیکن خیر۔ مجھے اس بات کی پروا کیوں ہونے لگی۔" انھوں نے کندھے اچکائے۔
اب وہ کمرے کا جائزہ لے رہے تھے۔ انھوں

نے ایک ایک چیز کو غور سے دیکھا — میز پر چائے کے
دو کپ نظر آئے — ایش ٹرے میں سگریٹ کے ٹکڑے
دو طرح کے نظر آئے، کمرے میں اور کسی قسم کی بے ترتیبی
کے آثار نہیں تھے — یہ دیکھ کر محمود نے کہا:

"کیس بہت آسان ہے اور ہم انھیں بہت جلد تلاش
کر لیں گے۔"

"شکریہ! لیکن آپ نے یہ بات اتنے یقین سے کس
طرح کہ دی؟"

"یوں تو ہم ہر بات اتنے یقین سے ہی کہنے کے
عادی ہیں، لیکن اس وقت تو حالات یہ بات پکار
کر کہ رہے ہیں۔"

"آخر کیسے — کچھ مجھے بھی تو بتائیں — میں بھی تو آخر
جاسوسی ناول پڑھتی رہتی ہوں — مجھے یہ بات کیوں محسوس
نہیں ہوئی۔"

"کیا رات کوئی ان سے ملنے آیا تھا؟"

"ہمارے علم میں نہیں — دراصل وہ رات گئے تک
ناول لکھتے رہنے کے عادی ہیں — ہم سب تو سو جاتے
ہیں — وہ بیٹھے لکھا کرتے ہیں — ایسے میں کوئی ان سے
ملنے آیا ہو گا تو ہمیں اس کا کوئی علم نہیں۔"

"لیکن یہاں میز پر چائے کے دو کپ موجود ہیں،
کوئی ان سے ملنے آیا تھا، تبھی آپ نے دو کپ
بھجوائے ہوں گے۔"

"اوہ! ایسی کوئی بات نہیں — انھوں نے اپنا ایک
چھوٹا سا باورچی خانہ اس کمرے کے ساتھ ہی بنا رکھا
ہے، کیونکہ رات گئے تک لکھتے ہیں اور ایسے میں
چائے بھی ساتھ ساتھ پیتے ہیں — یہ چائے خود ہی
بناتے رہتے ہیں اور پیتے رہتے ہیں — اب اگر رات
ان سے کوئی ملنے آ گیا تھا تو پھر ان کے لیے دو کپ
چائے بنانا کیا مشکل تھا۔"

"ہوں ٹھیک ہے — مطلب یہ کہ آپ کو معلوم نہیں،
رات ان سے کون ملنے آیا تھا؟"

"جی نہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے — آپ لوگوں کے سونے سے پہلے
کوئی ان سے ملنے آیا؟"

"جی نہیں — کل ان سے تمام دن کوئی ملنے نہیں آیا،
یہاں تک کہ ہم سو گئے۔"

"بہت خوب! ان کے کمرے کی صفائی تو روز کی
جاتی ہے اور گندے برتن روز کے روز اٹھا لیے

جاتے ہیں نا؟"

"جی بالکل! یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے بھلا۔"
انھوں نے بُرا سا منہ بنایا۔

"پوچھنے کی بات تو خیر ہے۔"

"تب تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ ان سے رات کوئی ملنے ضرور آیا تھا۔ اور وہ ان کا تھا بھی دوست یا کم از کم واقف۔" محمود نے کہا۔

"یہ بات آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں؟"

"اس طرح کہ انھوں نے اس کے لیے چائے بنائی۔ دونوں نے اپنا اپنا کپ اطمینان سے ختم کیا۔ اس دوران دونوں سگریٹ بھی پیتے رہے۔ ایش ٹرے میں دو مختلف سگریٹوں کے ٹکڑے موجود ہیں۔ اچھا بھلا ان میں سے گمنام صاحب کون سے سگریٹ پیتے ہیں؟"

"یہ والے۔" انھوں نے انگلی کے اشارے سے بتایا۔

"بہت خوب! آپ کے خاوند بل مین سگریٹ پیتے ہیں۔ جب کہ ملاقاتی ڈن ہل پیتا ہے۔ ان ٹکڑوں میں سے ایک پر سے اگر ملاقاتی کی انگلیوں کے نشانات بھی مل جاتے ہیں تو مزا ہی آ جائے گا۔ فاروق! فنگر پرنٹ کے عملے کو بھی بلا لو۔"

"وہ تو انگلی دواذ بھی کر چکے ہوں گے۔"

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔

"شاید وہ لوگ آ گئے۔" محمود نے جلدی سے کہا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول ڈالا، لیکن وہاں فنگر پرنٹ کا عملہ نہیں، کوئی اور ہی کھڑا تھا۔ اُدھر اندر فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

فون

"باس! ہم اس پر ہر طرح سے سختی کر چکے۔ تمام رات مارا ہے ہم نے اسے۔ لیکن ڈاکے کے منصوبے میں اس نے کیا خامی رکھی ہے۔ وہ اس کی تفصیل بتانے پر تیار نہیں ہو سکا۔"

"یہ میرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔" باس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"آپ ہی فرمائیں۔ ہم کیا کریں۔ اس قدر تو ہم اسے مار پیٹ بھی نہیں سکتے کہ کچھ بتانے کے قابل نہ رہ جائے۔ یا مر ہی جائے۔ پھر ہم اس خامی کے بارے میں کس سے پوچھیں گے۔"

"میں سمجھ گیا۔" باس ہنسا۔

"آپ کیا سمجھ گئے باس! کچھ ہمیں بھی سمجھائیں۔"

"یہ اس طرح نہیں بتائے گا۔ اس کے بیوی اور

بچوں کو اُٹھا کر لانا ہو گا۔ جب ان کی ہڈیاں پسلیاں ایک ہوتے دیکھے گا نا تو اس وقت خود بخود بتا دے گا۔"

"بہت خوب! تو کیا ہم اس کے بیوی اور بچوں کو اُٹھا لائیں؟" ایک نے خوش ہو کر کہا۔

"تم بے وقوف ہو۔ اس وقت تک وہاں پولیس پہنچ چکی ہو گی۔ روکی کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی یا نہیں؟"

"ابھی تک نہیں۔"

"جب تک اس کی طرف سے رپورٹ نہ ملے۔ تم کوئی حرکت نہیں کرو گے۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بج اُٹھی:

"دیکھو۔ کون ہے۔" باس نے کہا۔

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا، پھر فوراً بولا:

"روکی ہی ہے سر۔"

"ہوں۔ سنو۔ کیا کہتا ہے۔"

وہ دوسری طرف کی بات سننے لگا، پھر باس سے بولا:

"اس کا کہنا ہے۔ پولیس سے پہلے وہاں انسپکٹر جمشید کے بچے پہنچے ہیں۔"

"اوہ۔ اب معاملہ خطرناک ہو گیا ہے۔ اور اب مجھے

یاد آ رہا ہے — میں چائے کے کپ پر اپنی انگلیوں کے نشانات چھوڑ آیا ہوں — ارے باپ رے — سگریٹ کا ٹکڑا بھی وہاں ایش ٹرے میں چھوڑ آیا ہوں — ٹھہرو — اب مجھے خود جانا ہو گا — اس کے بیوی بچوں کے اغوا کے بارے میں پھر دیکھیں گے — پہلے اپنا بچاؤ کرنا ہو گا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی باس اچھل کر کھڑا ہو گیا —

دوسرے ہی لمحے وہ وہاں سے جا چکا تھا —

"حیرت ہے — باس انسپکٹر جمشید کے بچوں سے اس قدر ڈرتا ہے۔"

"یہ لوگ ہیں ہی ایسی چیز — جن سے ڈرا جائے — اور اس مصنف خبیث کو تو دیکھو — جتنی تمہیں اس قسم کا ناول لکھنا ہی تھا تو اس نے پلاٹ میں کوئی خامی کیوں رہنے دی — ڈاکا پڑتا ہے تو پڑ جائے — تمہیں اس سے کیا — یہ کام پولیس کا ہے — ڈاکا نہ پڑنے دے — یا ڈاکوؤں کو گرفتار کرے — ایک مصنف کا کام تو صرف لکھنا ہے — اس کے لکھنے سے متاثر ہو کر کوئی واردات کر بیٹھتا ہے تو اس میں اس کا کیا قصور؟"

"بس یہ مصنف لوگ ملکی ذمے داری کو کچھ زیادہ محسوس کرتے ہیں — آؤ ذرا اسے ٹٹولیں۔"

"لیکن ذرا نئے انداز سے۔"

وہ کل چار اس وقت وہاں موجود تھے — چاروں اس کمرے میں داخل ہوئے، جہاں گمنام راہی رسیوں سے جکڑا پڑا تھا — وہ پوری طرح ہوش میں تھا — انھیں اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا —

"آپ لوگ پھر آ گئے۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"آپ کو ایک خوش خبری سنانے آئے ہیں۔"

"اور وہ کیا؟" اس نے فوراً کہا۔

"باس کہیں کام گئے ہیں — ان کے واپس آنے تک تم بے فکر ہو جاؤ — ہم تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔"

"شش — شکریہ بہت بہت۔"

"لیکن ایک شرط پر۔" ان میں سے ایک نے شیطانی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا — وہ شرط یہ ہے کہ منصوبے کی خامی بتا دوں۔"

"ہاں! آپ واقعی بہت سمجھ دار ہیں — ویسے آپ کو اب خامی تو بتانا ہی پڑے گی — کیونکہ۔" اس نے جملہ درمیان میں چھوڑ دیا —

"کیونکہ کیا؟"

"کیونکہ یہ کہ ہمارے باس آپ کے گھر والوں کو اغوا کر کے یہاں لا رہے ہیں — جب ان پر ظلم کا پہاڑ توڑا جائے گا تو اس وقت آپ کی روح کانپ اٹھے گی۔"

"اوہ نہیں — نہیں" اس نے چیخ کر کہا۔

"تو پھر بتاؤ۔"

"اب میری صرف اور صرف ایک شرط ہے — میرے بیوی بچوں کو یہاں نہ لایا جائے — میں خامی بتانے کے لیے تیار ہوں۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات — ہم ابھی باس سے بات کرتے ہیں — ابھی وہ راستے میں ہوں گے اور ان کی کار میں فون لگا ہوا ہے۔"

"جلدی فون کرو۔" گمنام راہی نے گھبرا کر کہا۔

وہ فون والے کمرے میں آئے اور ایک نے باس کے نمبر ملا کر کہا:

"ہیلو باس! آپ ابھی راستے میں ہیں نا۔"

"ہاں! کیا بات ہے۔" باس کی آواز ابھری۔

"گمنام راہی تیار ہو گیا ہے — وہ کہتا ہے — اس کے بیوی بچوں کو یہاں نہ لایا جائے — وہ خامی بتانے پر تیار ہے۔" اس نے بتایا۔

"بہت خوب! ٹھیک ہے — ہم ایسا ہی کریں گے — میں ذرا اپنے خلاف ثبوت مٹا آؤں — تم اس سے وہ خامی پہلے ہی پوچھ لو۔"

"او کے سر۔"

اب وہ پھر گمنام راہی والے کمرے میں آئے:

"باس سے فون پر بات ہو گئی ہے — اب وہ خامی بتاؤ۔"

"باس کے آنے پر بتاؤں گا — ہو سکتا ہے! تم جھوٹ بول رہے ہو اور باس میرے بیوی بچوں کو یہاں لے آئے۔"

"اس صورت میں بھی بھلا تم کیا کر سکو گے۔"

"پہلے انھیں واپس بھجواؤں گا — اپنا فون نمبر ڈائل کر کے گھر میں ان کی موجودگی کا یقین کروں گا — وہ بھی اس وقت جب باس یہاں موجود ہو گا — اور یقین کرنے کے بعد بتاؤں گا۔"

"بہت چالاک ہو — خیر یونہی سہی — باس کے آنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی — لیکن ایک بات سُن لو — اگر تم نے انہیں دھوکا دیا — تو پھر تمھارے بیوی بچوں کی خیر نہیں۔"

"اب میں تم لوگوں کو دھوکا دے کر کیا کروں گا —

میری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ میں نے اس قسم کا
ناول لکھا — ناول بالکل فرضی ہونے چاہییں — عمارات
اور مقامات وغیرہ دیکھ کر اور وہاں موجود لوگوں کے
معمولات کا جائزہ لے کر کوئی ناول نہیں لکھنا چاہیے —
ایسا ناول لکھنا حد درجے خطرناک ہوتا ہے — یہ مجھے
آج معلوم ہوا۔"

"ہاں! اس وقت، جب کہ تم آئندہ کوئی ناول نہیں لکھ
سکو گے۔" ان میں سے ایک نے ہنس کر کہا۔

"میں جانتا ہوں — خامی جان لینے کے بعد تم مجھے
موت کے گھاٹ اتار دو گے — مجھے اپنی جان کی پروا نہیں،
موت تو آ کر رہے گی ایک دن — لیکن میری وجہ سے میرے
بیوی بچے مصیبت میں مبتلا ہوں — یہ نہیں ہونا چاہیے — اور
اس بات کی گارنٹی میں لے کر مروں گا۔"

"کیا مطلب — گارنٹی تم کس طرح لے کر مرو گے؟" دوسرے
نے حیران ہو کر کہا۔

"بس! تم دیکھ ہی لو گے — باس کو آنے دو۔"

"اچھی بات ہے۔"

جلد ہی قدموں کی آواز ابھری — انھوں نے دیکھا — باس
چلا آ رہا تھا —

"کام بن گیا باس؟"

"نہیں — لیکن میں اس کا انتظام کر لوں گا — وہاں
اس وقت میرا داخل ہونا ممکن نہیں تھا — اور اگر داخل
ہوتا تو شک کی زد میں آتا تھا — اس کا کیا پروگرام ہے؟"

"یہ خود ہی بتائے گا — عجیب سی بات کہہ رہا تھا۔"

"ہاں راہی میرے دوست بتاؤ۔" باس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مجھے دوست کہہ کر نہ پکارو — تم دوست نہیں — تم سے
تو بدترین دشمن کوئی نہیں ہو سکتا — ڈاکے کے منصوبے میں
میں نے جو خامی رکھ دی تھی — میں وہ بتانے کے لیے تیار
ہوں، لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"جلدی بتاؤ۔"

"یہ تو میں جانتا ہوں — تم مجھے زندہ نہیں چھوڑو
گے — ادھر میں بتاؤں گا — ادھر تم مجھے مار ڈالو گے۔"

"اچھا ہوا، تم نے یہ اندازہ خود ہی لگا لیا — میں
بتانے کی زحمت سے بچ گیا۔" وہ مسکرایا۔

"لیکن میں چاہتا ہوں — تم میرے بیوی بچوں کو کچھ نہ کہو۔"

"اب کچھ کہنے کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔"

"نہیں — میرا خیال ہے — تم ضرورت محسوس کر سکتے ہو۔"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر میں گارنٹی چاہتا ہوں۔"

"اور گارنٹی میں کس طرح دوں؟" اس نے جھلا کر کہا۔

"اس طرح کہ — مجھے اپنے بیوی بچوں کو فون کرنے دو — میں فون پر ان سے کہوں گا — وہ انسپکٹر جمشید کی پناہ میں چلے جائیں — جب وہ ان کی پناہ میں چلے جائیں گے — میں ایک فون اور کروں گا — صرف یہ جاننے کے لیے کہ وہ ان کی پناہ میں چلے گئے ہیں یا نہیں۔"

"لیکن اس طرح تو وہ یہاں کا فون نمبر معلوم کر لیں گے اور فوراً یہاں پہنچ جائیں گے۔" باس نے جھلا کر کہا۔

"تم مجھے کسی پبلک فون بوتھ تک لے جانا — وہاں سے میں فون کر لوں گا۔"

"اچھا ٹھیک ہے — تم وہ خامی بتاؤ۔"

"یہ کیا بات ہوئی — بھئی پہلے میری ان سے بات کراؤ۔"

"او اچھا — لیکن ہم یہاں سے فون کروانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔"

"ٹھیک ہے — مجھے کسی پبلک فون بوتھ تک لے چلو۔"

"ہم آس پاس کے کسی فون بوتھ تک بھی تمہیں نہیں لے جائیں گے — انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے بہت خطرناک ہیں۔"

"ٹھیک ہے — چلو۔"

اور وہ اسے ایک کار میں بٹھا کر ایک دور دراز جگہ پر لے آئے —

"دیکھو تم بہت مختصر بات کرو گے — دو پستول ہر لمحے تمہاری طرف اٹھے رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے کہا اور اپنے گھر کے نمبر ملانے لگا۔ جلد ہی اس طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے ریسیور اٹھایا:

"السلام علیکم!" دوسری طرف سے ان کی بیگم کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو بیگم — یہ میں ہوں۔"

"اف مالک! آپ کہاں ہیں — ہم یہاں کس قدر پریشان ہیں۔"

"پہلے میری بات سن لو بیگم — میں اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ کہاں ہوں — تم میری فکر چھوڑو — اور اپنی اور بچوں کی فکر کرو — فوراً انسپکٹر جمشید کے گھر چلی جاؤ — میں جلد ہی اس بات کی تصدیق کروں گا کہ تم لوگ وہاں پہنچ گئے ہو یا نہیں۔"

"لیکن وہ تو — میرا مطلب ہے، ان کے بچے تو پہلے ہی یہاں پہنچے ہوئے ہیں۔"

"یہ اور اچھی بات ہے — ان کے ساتھ فوراً ان کے گھر پہنچ جاؤ — یہاں مت رکو — سن لیا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے ریسیور چھین لیا
گیا۔ دوسری طرف سے برابر ہیلو ہیلو کہا جا رہا تھا۔
"اب آدھ گھنٹے بعد ہم تمھیں ایک اور پبلک فون بوتھ
تک لے جائیں گے ۔ تم وہاں سے تصدیق کروگے اور
اس کے بعد اس خامی کے بارے میں بتاؤ گے۔"
"بالکل ٹھیک۔" گمنام راہی نے خوش ہو کر کہا۔
بوتھ سے باہر نکلتے ہوئے اور اپنی کار کا رُخ کرتے
ہوئے ہاں کے آدمی بُری طرح چونک اٹھے۔

چوتھا

دروازے پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا:
"آپ ۔ آپ کون ہیں؟" اس نے فاروق کو دیکھ کر
حیرت زدہ انداز میں کہا۔
"یہی سوال میں آپ سے کرتا ہوں۔" فاروق نے منہ بنایا۔
"میں راہی کا دوست ہوں۔ اور آپ کو یہاں پہلی
بار دیکھ رہا ہوں — میرا تو یہاں روز کا آنا جانا ہے۔"
"آپ کا نام؟" فاروق نے خشک لہجے میں کہا۔
"جاوید کریمی۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔
"ایک منٹ۔" یہ کہہ کر وہ اندر آیا:
"کوئی جاوید کریمی صاحب ہیں۔"
"یہ راہی صاحب کے قریبی دوست ہیں — انھیں اندر
لے آئیں۔" بیگم گمنام بولیں۔ ان کے چہرے پر زلزلے کے
آثار تھے۔

"چلیے ایک صاحب تو خود ہی یہاں آ گئے۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولیں۔

"مطلب یہ کہ جن لوگوں سے ہمیں پوچھ گچھ کرنا ہے۔ ان میں سے ایک۔ ارے ہاں۔ فون کس کا تھا۔ آپ تو کافی پریشان لگ رہی ہیں؟"

"گمنام راہی صاحب کا۔"

"کیا!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں! انھی کا تھا۔ جانتے ہیں، انھوں نے کیا کہا ہے!"

"کیا کہا ہے؟"

"یہ کہ وہ نہیں جانتے۔ انھیں کہاں رکھا گیا ہے۔ ہمارے لیے انھوں نے ہدایت دی ہے کہ ہم فوراً آپ لوگوں کے گھر چلے جائیں۔ جب میں نے انھیں بتایا کہ انسپکٹر صاحب کے بچے تو یہیں ہیں تو انھوں نے کہا۔ کہ فوراً انھیں ساتھ لے کر ان کے گھر چلے جائیں۔ اب وہ آدھ گھنٹے بعد وہاں فون کریں گے۔"

"یہ عجیب بات ہے۔ خیر۔ ہم وہیں چلے جاتے ہیں۔"

"کیا چکر ہے بھائی۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیں۔" جاوید کریمی نے پریشان ہو کر کہا۔

انھیں جلدی جلدی ساری بات بتائی گئی۔ ان کا رنگ اڑ گیا۔ آخر انھوں نے کہا:

"تب تو ہمیں پہلی فرصت میں وہاں پہنچ جانا چاہیے۔ ضرور کوئی خاص بات ہے۔ تبھی تو وہ آپ لوگوں کو وہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔"

"لیکن ہمارا یہاں ٹھہرنا بھی تو ضروری ہے۔ خیر میں یہاں ٹھہروں گا۔ فاروق اور فرزانہ تم انھیں گھر لے چلو۔"

"اچھی بات ہے۔"

"جاوید کریمی صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں۔ وہیں ان سے سوالات کر لینا۔"

"سوالات۔ کیا مطلب۔ مجھ سے آپ لوگ کیسے سوالات کرنا چاہتے ہیں؟"

"آپ آئیے نا۔ یہ ہماری معمول کی کارروائی ہے۔"

"او اچھا!"

وہ دونوں ان سب کو لے کر فوراً وہاں سے نکل گئے۔ عمارت میں اب صرف محمود رہ گیا۔ اس نے ایک بار پھر انجام کو فون کیا:

"السلام علیکم انکل! ایک بار پھر آپ کو زحمت دے

رہا ہوں۔"
"بھئی یہ تم آج زحمت کے چکر میں کیوں پڑ گئے۔
کہیں زحمت ہمارے چکر میں نہ پڑ جائے۔" اکرام نے ہنس
کر کہا۔
"یہ بات بھی آپ کی ٹھیک ہے انکل۔ خیر۔ اس
کام کا کیا بنا؟"
"دو آدمی اب تک تو اس کے نزدیک پہنچ چکے
ہوں گے۔ تم اوپر سے دیکھ سکو گے انھیں۔"
"بہت خوب! یہاں فنگر پرنٹ والوں کی ضرورت تھی۔"
"وہ بھی وہاں پہنچنے والے ہوں گے۔" اکرام نے کہا۔
اور پھر جلد ہی وہاں فنگر پرنٹ سیکشن کے لوگ
پہنچ گئے۔
"اس طرف آئیے۔" محمود نے کہا اور انھیں گمنام راہی
کے کمرے میں لے آیا۔
"رات یہاں دو صاحبان موجود تھے۔ انھوں نے چائے
پی، سگریٹ پیے۔ لہذا ان کپوں، باقی برتنوں اور
ایش ٹرے وغیرہ پر ان کی انگلیوں کے نشانات ہوں
گے۔ اور ہمیں ان نشانات کی ہی ضرورت ہے۔"
"بہت خوب! ابھی لیجیے۔"

انھوں نے جلدی جلدی اپنا کام مکمل کر لیا۔
"ان پر نشانات موجود ہیں۔"
"تب تو کام آسان ہو گیا۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔
وہ فوراً گھر پہنچا۔ عین اس وقت فون کی گھنٹی
بجی۔ اس نے دیکھا، گھر میں اس کے والد نہیں تھے،
فاروق نے ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے کسی نے کہا:
"یہ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے؟"
"ہاں!" وہ بولا۔
"کیا یہاں میرے بیوی بچے پہنچ چکے ہیں؟"
"جی ہاں! آ چکے ہیں۔"
"میں ان کی آواز سننا چاہتا ہوں۔"
"ضرور، کیوں نہیں۔" یہ کہ کر فاروق نے ریسیور بیگم
گمنام راہی کی طرف بڑھا دیا۔ انھوں نے بے تابانہ
انداز میں فون پکڑا اور بولیں:
"ہم یہاں آ گئے ہیں۔ آپ بھی تو اپنے بارے
میں بتائیں۔"
"میری فکر نہ کرو بیگم۔ خدا کا شکر ہے۔ میں نے تم
دونوں کو محفوظ مقام پر پہنچا دیا۔ اب میں..." وہ کہتے کہتے
رک گئے۔

"اب میں کیا؟"

ساتھ ہی ان کے ہاتھ سے ریسیور لے کر رکھ دیا گیا:

"آپ کی شرط پوری ہو گئی — اب آپ وہ خامی بتا دیں۔" باس نے کہا۔

"کیا ہمیں بتاؤں — اس کے لیے تو ہمیں وہاں جانا پڑے گا — جہاں وہ مسودہ ہے — مسودہ کھول کر میں بتا سکوں گا کہ اس میں کیا خامی ہے۔"

"بہت خوب — تو پھر ہم اب اپنے ٹھکانے پر چلتے ہیں۔"

وہ اسے پھر وہیں لے آئے — مسودہ اس کے سامنے رکھ دیا گیا — اس نے مسودہ کھول کر اس کو دیکھنا شروع کیا اور پھر چند جگہوں پر نشانات لگائے — چند الفاظ اور جملے تبدیل کیے — پھر سر اٹھاتے ہوئے بولا:

"اب یہ بالکل فٹ ہے اور اس کے ایک ایک جزو پر پوری طرح عمل کیا گیا تو ڈاکا ہرگز ناکام نہیں رہے گا۔"

"کیا واقعی؟" باس نے چونک کر کہا۔

"ہاں!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بہت خوب! اب تم ہمارے لیے بے کار ہو گئے — کیونکہ اگر ہم تمہیں زندہ چھوڑتے ہیں تو ہم سب پھنستے ہیں۔ یہ بات تو تم بھی جانتے ہو نا؟"

"ہاں! جانتا ہوں۔" اس نے پُرسکون آواز میں کہا۔

"تمہیں موت سے خوف محسوس نہیں ہو رہا؟"

"موت بہت خوف ناک ہے — میں مانتا ہوں — محسوس بھی کر سکتا ہوں — لیکن موت تو آ کر رہے گی — آج تک اس کائنات میں کوئی ایسا ہے جو موت سے بچ گیا ہو — یا یہ کہ سکتا ہو کہ اسے موت نہیں آئے گی۔"

"پھر بھی — موت کے وقت انسان اس قدر پُرسکون ہرگز نظر نہیں آتا۔"

"میں بھی پُرسکون نہیں ہوں — میں بھی لرز رہا ہوں، کانپ رہا ہوں — لیکن اپنے اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ میرے بیوی بچے تو تم لوگوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہو گئے۔"

"انھیں مارنے کی ہمیں ضرورت بھی کیا ہے۔"

"تم بے وقوف ہو میرے دوست۔" گمنام راہی نے ہنس کر کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آخر میں نے اپنا کام کر دکھایا۔"

"کیا مطلب — کیا کام کر دکھایا؟"

"صرف اور صرف میری بیوی یہ بات جانتی ہے کہ میں آج کل کس مسودے پر کام کر رہا ہوں — اور

جب گھر کی تلاشی لینے پر یہ مسودہ نہیں ملے گا۔ تو وہ یہ بات انسپکٹر جمشید کو بتا دے گی۔ لہٰذا انسپکٹر جمشید تم تک پہنچ جائیں گے۔ مطلب یہ کہ عالمی بنک ان کی حفاظت میں ہو گا۔"

"نن۔ نہیں نہیں۔" باس نے چلا کر کہا۔

"یہی ہو گا۔"

"تب مجھے فوری طور پر انسپکٹر جمشید کے گھر جانا ہو گا۔ تمھاری بیوی کا کام تمام کرنے کے لیے۔" باس نے چلا کر کہا۔

"اور تم وہاں جاؤ گے کیسے؟"

"یہ کیا مشکل ہے۔ بیگم گمنام راہی جانتی ہے کہ میں تمھارا دوست ہوں۔ میں یہ خبر سن کر وہاں جاؤں گا کہ گمنام راہی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"ضرور جاؤ۔ تم انسپکٹر جمشید اور ان کے بچوں کو نہیں جانتے۔ جاتے ہی تم پھنس جاؤ گے اور اس طرح میں اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

"دیکھا جائے گا۔ میں بھی اتنی کچی گولیاں نہیں کھیلا ہوا۔ میں تین اور دوستوں کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ تاکہ وہ یہ نہ جان سکیں کہ وہاں واردات کس نے کی ہے۔"

"گویا تم ان کی آنکھوں کے سامنے واردات کرو گے؟" گمنام راہی نے کہا۔

"ہاں بالکل!"

"خیر۔ جاؤ۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔" گمنام راہی نے منہ بنایا۔

"اسے لے جاؤ اور سمندر میں ڈبو دو۔ لانچ میں لے جانا۔ جب گہرا سمندر آ جائے اور آس پاس کوئی اور لانچ نہ ہو تو اسے دھکا دے دینا۔"

"او کے باس۔"

انھوں نے گمنام راہی کو جکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کو بلا کر چند ہدایات دیں۔ وہ گیا تو باس بھی وہاں سے نکل گیا۔ وہ سیدھا ایک مشترکہ دوست کے گھر پہنچا۔ اسے گمنام راہی کے اغوا کی خبر سنائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ اس وقت اس کے بیوی بچے انسپکٹر جمشید کے گھر میں ہیں۔

"لیکن وہ وہاں کیوں ہیں۔ اپنے گھر میں کیوں نہیں ہیں؟"

"شاید اپنے گھر میں وہ کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہوں گے۔"

"پھر کیا ہم افسوس کرنے کے لیے وہاں جائیں؟"

"ہاں! میرا تو یہی ارادہ ہے ۔ ورنہ بیگم وُہ یہ نہیں سوچے
گی کہ ہم کیسے دوست ہیں"
"بالکل ٹھیک"
"ایک دو اور دوستوں کو بھی کیوں نہ ساتھ لے لیں"
"لے لیتے ہیں" دُوسرے نے کہا۔
اور اس طرح وُہ چار ہو گئے ۔ اب ان چاروں کا
رُخ انسپکٹر جمشید کے گھر کی طرف ہو گیا:
"ویسے یہ واقعہ ہے بہت عجیب ۔ گمنام راہی جیسا
بے ضرر آدمی اور اغوا ہو جائے ۔ وُہ تو اس قدر مالدار
بھی نہیں ہے"۔
"ہو سکتا ہے ۔ اس اغوا کے پیچھے کوئی اور مقصد کام
کر رہا ہو"۔
"ہوں! پتا نہیں، پولیس نے اب تک کیا کیا ہے ۔
تلاش میں کامیاب ہوئی ہے یا نہیں"۔
"میرا خیال ہے، یہ کیس انسپکٹر جمشید نے اپنے ہاتھ میں
لے لیا ہے، اسی لیے تو راہی کے بیوی بچے وہاں موجود ہیں"۔
"اگر کیس انسپکٹر جمشید نے ہاتھ میں لے لیا ہے ۔ تب
راہی کے ملنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی"۔
"میرا بھی یہی خیال ہے"۔

"بہرحال وُہ ہمارا اچھا دوست ہے ۔ میں تو کوشش کروں
گا کہ اس کے بیوی بچوں کو اپنے گھر لے آؤں"
"اگر انسپکٹر جمشید نے اجازت دی تو" دُوسرے نے مُسکرا
کر کہا ۔
"ہو سکتا ہے، یہ کوئی بڑا چکر ہو ۔ مجرم کہیں گمنام راہی
سے کوئی بڑا ناول تو نہیں لکھوانا چاہتا"
"کیا مطلب ۔ بھلا وہ کوئی بڑا ناول لکھوا کر کیا کرے گا"
"اب یہ تو وہی بتا سکے گا"
وُہ چاروں انسپکٹر جمشید کے گھر کی طرف جا رہے تھے ۔
ان میں سے تین نہیں جانتے تھے کہ چوتھے کے دماغ
میں کس قدر خوف ناک منصوبہ تھا ۔

کیا کہا

"جلدی بتائیے ـــ کیا کہا ہے انھوں نے؟" گمنام راہی کی بیوی نے جونہی فون کا ریسیور رکھا، محمود نے بے تابانہ انداز میں پوچھا۔

"انھوں نے صرف یہ اطمینان کیا ہے کہ ہم لوگ یہاں پہنچ چکے ہیں یا نہیں ـــ غالباً وہ یہی چاہتے تھے کہ ہم کسی طرح یہاں پہنچ جائیں ـــ ہمیں یہاں پہنچانے کے بعد اب وہ اغوا کرنے والوں کا مطالبہ پورا کر دیں گے۔" بیگم گمنام نے کہا۔

"اور ان کا مطالبہ کیا ہے ـــ کیا آپ کو پتا نہیں ہے؟"

"اندازہ ہے ـــ آپ فوری طور پر ایک کام کرائیں۔" بیگم گمنام نے کہا۔

"بتائیے ـــ کیا کرنا ہے؟"

"مجھے اس بات کا خیال ابھی ابھی آیا ہے کہ انھوں

نے ہمیں یہاں کیوں پہنچایا ہے ـــ ضرور ان کی زندگی خطرے میں ہے ـــ وہ آج کل ایک ناول پر کام کر رہے تھے، اور اس ناول کے بارے میں انھوں نے مجھے کچھ بتایا تھا ـــ اس ناول کا نام ہے 'سب سے بڑا ڈاکا'۔ اب اگر مجرم اس مسودے کو اڑا لیتے ہیں اور انھیں اغوا کر لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ اس ڈاکے کو عملی شکل دینا چاہتے ہیں ـــ جس بنک کو دیکھ کر راہی صاحب نے وہ ناول لکھا ہے ـــ صرف اسی بنک کو لوٹنے کا پروگرام یہ لوگ بنا سکتے ہیں۔"

"اوہ! تب تو وہ مسودہ حاصل کرنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔"

"بالکل جلدی کریں ـــ یہ رہی سیف کی چابی۔"

انھوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی ـــ پھر محمود ٹھٹک کر رکا:

"نن ـــ نہیں ـــ ہم میں سے دو کو کوٹھی کی طرف جانا چاہیے ـــ ایک کو یہاں بھی تو ٹھہرنا چاہیے۔"

"یہاں میں موجود ہوں ـــ تم بے فکر ہو کر جاؤ۔" جاوید کریمی نے کہا۔

"نہیں، آپ تو خود ہمارے شک کی زد میں ہیں ـــ

محمود تم یہاں ٹھہرو۔ ہم ابھی مسودہ لے کر آتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

دونوں گاڑی میں بیٹھ کر ہوا ہو گئے۔ آندھی اور طوفان کی طرح کوٹھی میں داخل ہوئے۔ سیف کو کھولا۔ لیکن وہاں "سب سے بڑا ڈاکا" کے مسودے کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ پوری سیف کی اچھی طرح تلاشی لینے کے بعد فرزانہ نے کہا:

"تب پھر۔ ان لوگوں نے گمنام راہی کے ساتھ مسودہ بھی اڑا لیا ہے۔"

"لیکن اب جب کہ ہمیں یہ بات معلوم ہو گئی ہے۔ وہ اس ڈاکے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔" فاروق بولا۔

"وہ بعد کی بات ہے۔ اس وقت مسئلہ ہے گمنام راہی کی زندگی کا۔"

"میں گھر فون کرتا ہوں۔ وہاں ہر طرح خیریت تو ہے۔"

گھر فون کیا تو محمود نے بتایا۔ وہاں ہر طرح خیریت ہے۔ مسودے کا پوچھا تو فاروق نے بتا دیا، مسودہ نہیں ملا۔

"تو پھر وہاں کیا بھاڑ جھونک رہے ہو۔ فوراً یہاں چلے آؤ۔ ہم اپنا تفتیشی پروگرام شروع کرتے ہیں اور

یہ کام ہم مسٹر جاوید کریمی سے شروع کریں گے۔"

"بہت خوب! بس ہم ابھی آئے۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

اب وہ واپس روانہ ہوئے۔ جونہی گھر کے سامنے پہنچے۔ انھوں نے ایک بڑی کار کو وہاں رکے دیکھا، اس میں سے چار آدمی اترے اور دروازے کی طرف بڑھے۔

"یہ۔ یہ کون صاحبان ہیں؟"

"مجھے تو معاملہ کچھ زیادہ ہی گڑبڑ لگ رہا ہے۔ کیوں نہ ہم چھپ کر ان کو دیکھیں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ بائیں باغ سے اندر داخل ہوتے ہیں۔"

گھنٹی کے جواب میں محمود نے دروازہ کھولا۔ ان چاروں سے اس نے بات کی اور پھر انہیں اندر لے گیا۔ فاروق اور فرزانہ ابھی فاصلے پر تھے اور قدرے اوٹ میں۔ لہٰذا محمود انھیں نہ دیکھ سکا، یوں بھی اس کی پوری توجہ تو صرف آنے والے اجنبیوں کی طرف تھی۔ جونہی دروازہ بند ہوا۔ وہ بائیں باغ میں داخل ہو گئے اور پھر درخت کے ذریعے چھت پر پہنچے۔ پھر وہاں سے زینے میں آ گئے۔ جلد ہی وہ نیچے کا رخ کر رہے تھے۔ اب وہ ڈرائنگ روم کے پچھلے

دروازے سے کان لگائے کھڑے تھے۔ کوئی اندر آ رہا تھا۔

"ہم گمنام راہی کے دوست ہیں۔ ابھی ابھی ان کے اغوا کی خبر ملی تو ان کے گھر گئے۔ وہاں سے پتا چلا کہ ان کے بیوی اور بچے تو یہاں آپ کے ہاں آ گئے ہیں۔ تو ہم بھی ملنے ادھر چلے آئے۔"

"آپ اپنے نام بتا دیں۔ ہم بیگم گمنام کو آپ لوگوں کے نام بتا دیتے ہیں۔"

"ضرور۔ میں ابراہیم کالے ہوں، یہ فارغ شاہ ہیں، یہ دانا نذیری اور یہ مرزا ناصر بیگ۔"

محمود نے چاروں نام لکھ لیے اور کمرے سے نکل گیا۔

اب فرزانہ تالے کے سوراخ پر نظریں جما دیں اور ان چاروں کو غور سے دیکھنے لگی۔ لیکن وہ پُرسکون انداز میں بیٹھے رہے۔ یہ دیکھ کر فرزانہ اسے الگ لے گئی۔

"مجھے تو ان چاروں میں کوئی شک والی بات محسوس نہیں ہوتی۔" اس نے سرگوشی کی۔

"چاروں میں سے کسی ایک یا دو میں تلاش کریں نا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"چل کر سامنے بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں۔"

"تو پھر آؤ۔"

وہ چکر کاٹ کر محمود کے سامنے پہنچ گئے۔

"ارے! تم کب آئے؟" محمود چونکا۔

"تھوڑی دیر پہلے، لیکن ہم ذرا پائیں باغ کی طرف سے آئے ہیں۔"

"ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی؟"

"ان چاروں کا الگ رہ کر جائزہ لینا چاہتے تھے۔ ہم نے انھیں اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔"

"تو پھر۔ کوئی نتیجہ؟"

"نہیں۔ چاروں ٹھیک ہی لگتے ہیں۔"

"ابھی بیگم گمنام سے معلوم ہو جاتا ہے۔"

وہ اندر آئے:

"ابراہیم کالے۔ کو جانتی ہیں آپ؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ راہی صاحب کے بہت اچھے اور گہرے دوستوں میں سے ہیں۔ کیا وہی آئے ہیں؟" بیگم راہی نے بے چین ہو کر کہا۔

"ان کے ساتھ تین اور ہیں۔ فارغ شاہ، دانا نذیری اور مرزا ناصر بیگ۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ چاروں ان کے گہرے دوست ہیں

اور اکثر ان سے ملنے کے لیے آتے رہتے ہیں۔"

"اور جاوید کریمی؟"

"یہ بھی گہرے دوستوں میں ہیں۔"

"شکریہ! وہ آپ سے ملنے آئے ہیں۔ کیا آپ ان سے ملنا پسند کریں گی؟"

"ہاں! کیوں نہیں۔"

"لیکن ہم آپ کو یہ مشورہ نہیں دیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ پہلے ہم اس خطرے کو بھانپ لیں ذرا۔"

"لیکن وہ تو..." انھوں نے منہ بنایا۔

"ہاں! ہم جانتے ہیں۔ وہ تو ان کے گہرے دوست ہیں۔ لیکن بیگم راہی صاحبہ۔ ایک بات آپ غور سے سن لیں۔ گمنام صاحب کو کسی بہت قریبی دوست نے اغوا کیا ہے۔ اور مسودہ بھی وہی ساتھ لے گیا ہے۔ لیکن اسے یہ بات معلوم نہیں کہ آپ نے ہمیں کچھ بتا دیا ہے۔ ادھر اغوا کرنے والا نانا گمنام راہی سے یہ بات معلوم کر چکا ہے کہ وہ اس مسودے کے بارے میں آپ کو کچھ بتا چکے ہیں۔"

"اوہ!" بیگم راہی بوکھلا اٹھیں۔

"کیا راہی صاحب اپنے ہر مسودے کے بارے میں آپ کو بتاتے رہتے ہیں؟"

"نہیں۔ وہ مسودے کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاتے۔ یہ پہلا موقع تھا۔ کہ سب سے بڑا ڈاکا کے بارے میں بتانے کی انھوں نے ضرورت محسوس کی۔"

"ہوں! ہمارا مشورہ یہ ہے کہ پہلے ہم ذرا ان لوگوں کو چیک کر لیں، پھر آپ بے شک ان سے مل لیں۔"

"اچھی بات ہے۔ میرے شوہر نے مجھے یہاں پناہ لینے کے لیے کہا ہے تو میں آپ لوگوں کی مرضی کے مطابق یہاں وقت گزاروں گی، اپنی مرضی سے کچھ نہیں کروں گی۔"

"شکریہ بہت بہت۔" وہ مسکرائے۔

اور یہ جاوید کریمی کو لے کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھے ہی تھے کہ دروازے کی گھنٹی بج اٹھی۔ ان کے چہرے کھل گئے۔ انداز ان کے والد کا تھا۔

"مسئلہ حل ہو گیا۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟" جاوید کریمی اور بیگم راہی نے چونک کر کہا۔

"ابا جان آ گئے۔"

"اوہ!" دونوں پھر ایک ساتھ بولے۔

اور اُدھر محمود نے دروازے کی طرف دیکھا۔ جلد ہی
انسپکٹر جمشید آتے نظر آئے۔

"حیرت ہے ابا جان۔ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے؟"

"تم سے بہت نزدیک تھا، لیکن الگ رہ کر اس کیس
کا جائزہ لے رہا تھا۔"

"چلیے شکر ہے۔ آپ آئے تو۔ اب آپ پہلے حالات
سنیں گے یا سنائیں گے؟"

"سننے کی ضرورت ہے نہ سنانے کی۔ پہلے ان چاروں
سے ملاقات کر لیتے ہیں اور ساتھ ہی جاوید کریمی صاحب
سے بھی۔"

اب وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھے۔ اندر داخل
ہوتے تو وہاں موجود چاروں آدمی چونک کر کھڑے ہو گئے۔

"آہا! یہ آپ ہیں انسپکٹر صاحب۔" ان میں سے ایک بولا۔

"جی ہاں! یہ میں ہوں۔ آپ لوگ تشریف رکھیے۔ اور
ہاں! یہ جاوید کریمی ہیں۔ آپ انھیں جانتے ہیں؟"

"نہیں۔ ہم تو انھیں نہیں جانتے۔"

"اور آپ انھیں جانتے ہیں؟" انسپکٹر جمشید نے جاوید کریمی
کی طرف دیکھا۔

"نہیں۔ میں ان لوگوں کو نہیں جانتا۔"

"حیرت ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ راہی صاحب
کے بہت گہرے دوست ہیں۔ اِدھر ان کا دعویٰ بھی یہ
ہے۔ یہ چاروں تو آپس میں ایک دوسرے کو جانتے
ہیں۔ لیکن یہ جاوید کریمی صاحب کو نہیں جانتے اور نہ
جاوید کریمی صاحب انھیں جانتے ہیں۔"

"میرے خیال میں تو یہ کوئی ایسی عجیب بات نہیں
ہے۔" جاوید کریمی نے کہا۔

"ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ راہی صاحب کے اور نہ جانے
ایسے کتنے دوست ہوں گے۔ جنھیں ہم نہیں جانتے ہوں گے۔"

"خیر۔ کیا اب ہم اپنا کام شروع کریں؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کام۔ کیسا کام؟"

"تفتیش کا کام۔ یہ جاننے کا کام کہ گمنام راہی کہاں
ہیں۔ انھیں کس نے اغوا کیا ہے اور کیوں؟"

"یہ آپ کا کام ہے۔ آپ معلوم کرتے رہیں۔ ہم تو
یہاں اپنی بھابی صاحبہ سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک، لیکن ہم نے سوچا۔ لگے ہاتھوں تھوڑی
سی پوچھ گچھ آپ لوگوں سے کر لی جائے۔ آپ یہاں
جمع تو ہو ہی گئے ہیں۔ تو کیوں نہ چند سوالات پوچھ
لیے جائیں۔ اگر آپ لوگوں کا تعلق گمنام راہی کے اغوا

ـے نہیں ہے ، تب تو آپ ہماری اس بات سے بہت
خوش ہوں گے ، ورنہ ضرور دل میں بُرا مانیں گے۔
مہربانی فرما کر وضاحت کر دیں ، آپ خوش ہوتے یا
آپ کو بُرا لگا۔"

"ہم — ہم تو بہت خوش ہوئے ہیں۔" مرزا ناصر بیگ
نے فوراً کہا۔

"ہاں بالکل — بھلا ہم کیوں بُرا ماننے لگے — آپ شوق
سے پوچھ گچھ کریں۔"

"شکریہ ! اب سُنیے — گمنام راہی صاحب کو ان کے کسی
بہت ہی قریبی دوست نے اغوا کیا ہے۔"

"کیا کہا۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"جی ہاں ! یہ بات ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں۔"

"آخر کیسے ؟"

"اس طرح کہ کافی رات گئے ان سے جو صاحب ملنے
آئے تھے — اگر وہ کوئی غیر ہوتے تو وہاں ان کے
ساتھ بیٹھ کر چائے نہ پیتے رہتے ، سگریٹ نوشی نہ کرتے
رہتے — اور گمنام راہی خود اٹھ کر ان کے لیے چائے نہ بناتے۔"

"ایسا تو وہ کسی اجنبی کے لیے بھی کر سکتے تھے۔" ابراہیم
کالے نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ضرور کر سکتے تھے — لیکن ملاقاتی ان کا گہرا دوست
ہی تھا — اس لیے کہ اغوا والے کمرے میں کسی بے ترتیبی
کے آثار نہیں ہیں — ہر چیز اپنی جگہ پر ہے — گویا ملاقاتی
سے انھیں کوئی خطرہ نہیں تھا — ورنہ وہاں ضرور گڑبڑ کے
آثار ہوتے۔"

"یہ بات دل کو لگتی ہے — خیر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔"
رانا نذیری نے فوراً کہا۔

"ہم آپ سب کی انگلیوں کے نشانات لینا چاہتے ہیں۔"
انسپکٹر جمشید نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"کیا کہا۔" وہ سب ایک ساتھ بولے ، ان کے چہروں
پر حیرت دوڑ گئی۔

سونا گھاٹ

"گمنام راہی صاحب کے کمرے ہیں — یعنی ان کے لکھنے کے کمرے ہیں — جہاں انھوں نے اپنے اس دوست سے ملاقات کی — جس نے انھیں اغوا کیا — ہمیں دو کپ ملے ہیں — ایش ٹرے میں سگریٹ کے دو طرح کے ٹکڑے ملے ہیں — گویا دونوں دوستانہ فضا میں سگریٹ بھی پیتے رہے ہیں — دونوں طرح کے دو دو ٹکڑے ملے ہیں — ایک سگریٹ قریب پندرہ منٹ میں ختم ہوتا ہے — گویا دونوں کم از کم آدھ گھنٹے تک بات چیت ضرور کرتے رہے ہیں — انھوں نے اس دوران چائے بھی پی — پھر کیا ہوا — ہمیں یہ دیکھنا ہے۔"

"اور آپ یہ کیسے دیکھیں گے — آپ تو وہاں تھے نہیں۔"

"چائے کے کپوں اور ایش ٹرے پر انگلیوں کے نشانات ملے ہیں — اگر آپ لوگ رضاکارانہ طور پر اپنی انگلیوں کے

نشانات دے دیں تو ہمارا بہت سا وقت بچ جائے گا۔"

"بھلا ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" مرزا ناصر بیگ نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن مجھے اعتراض ہے۔" دانا نذیری نے منہ بنا کر کہا۔

"اعتراض کیسا؟" فارغ شاہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم یہاں اپنے دوست کی بیوی سے ہمدردی کرنے آئے ہیں — ان سے تو ہمیں ابھی تک ملوایا نہیں گیا — ہمیں تفتیش میں شامل کیا جا رہا ہے — ہے تو تُک۔"

"ہم ابھی آپ لوگوں کی ملاقات ان سے کراتے ہیں، آپ فکر نہ کریں — یہ معاملہ کافی خطرناک ہے — ہمیں بہت احتیاط کرنا ہو گی۔"

"آخر ایسی کون سی بات ہے؟" ابراہیم کالے نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم خطرہ محسوس کر رہے ہیں — گمنام راہی کو اغوا کیا گیا ہے اور ان کی زندگی کو شدید خطرہ ہے — اس اغوا کے پیچھے بہت گہرا راز کام کر رہا ہے — اور میں خیال کرتا ہوں — ان کی بیگم کی جان کو بھی خطرہ ہے — لہٰذا جب تک ہم اپنا اطمینان نہیں کر لیتے، اس وقت تک ہم آپ کی ان سے ملاقات نہیں کرائیں

گے۔ آپ مہربانی فرما کر اپنی انگلیوں کے نشانات دے دیں۔" انھوں نے کہا۔

"حد ہو گئی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو ہرگز یہاں نہ آتا۔" رانا نذیری نے جل کر کہا۔

"رانا صاحب۔ غصے میں نہ آئیں۔ کیا آپ نے کوئی جرم کیا ہے؟" مرزا ناصر بیگ نے ہنس کر کہا۔

"نہیں۔ ہرگز نہیں۔"

"تو پھر آپ کو کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔"

"لیکن میں اس بات کو اپنی بے عزتی خیال کرتا ہوں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ قانونی کارروائی ہے۔ اور بس۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

آخر انھیں انگلیوں کے نشانات دینا پڑے۔ اب انھوں نے گمنام راہی کے کمرے سے ملنے والے انگلیوں کے نشانات سے ان نشانات کو ملا کر دیکھا۔ انھوں نے خوب غور سے جائزہ لیا۔ پھر فنگر پرنٹ کے ماہر کو بلایا۔ اس نے بھی بغور چیک کیا، پھر بولا:

"نہیں جناب! ان نشانات سے کسی کی انگلیوں کے نشانات نہیں ملتے۔ گویا ان پانچوں میں سے کوئی بھی اس رات گمنام راہی کے ساتھ نہیں تھا۔"

"اسی بات پر میں حیران ہوں۔"

"لیکن سر! میں اس سلسلے میں بھلا آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔"

"کچھ نہیں۔ اس کا مطلب ہے۔ وہ کوئی اور دوست تھا۔ اب ہمیں دوسرے دوستوں کو بھی چیک کرنا پڑے گا۔" وہ بولے۔

انھوں نے فنگر پرنٹ کے ماہر کو تو رخصت کر دیا اور پھر ان سے بولے:

"آپ لوگ بالکل بے گناہ ثابت ہو گئے ہیں۔ آپ جا سکتے ہیں۔"

"لیکن ہم تو بیگم گمنام راہی سے ملنے یہاں آئے تھے۔"

"اوہ ہاں! ایک منٹ ٹھہریں۔"

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے اور بیگم گمنام کو ساتھ لے کر اندر آئے:

"لیجیے۔ ان سے مل لیں۔"

"گویا ہمیں آپ کی موجودگی میں ملنا پڑے گا۔" رانا نذیری نے جھلا کر کہا۔

"ہاں! ان کی حفاظت اب ہماری ذمے داری ہے اور ہم اس میں کوئی کوتاہی نہیں کر سکتے۔"

"آپ دیکھ رہے ہیں بھابی — یہ حضرات ہمیں کس قدر شک کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں، اگرچہ ہم ان کے گہرے دوست ہیں — اور آپ سے ہمدردی کرنے آئے ہیں۔"

"میں شکرگزار ہوں، لیکن قصور ان کا بھی نہیں — آپ کے دوست نے ہی ہمیں ان کی پناہ میں دیا ہے۔"

"بہرحال ہماری مدد کی ضرورت ہو تو ہم ہر طرح سے حاضر ہیں۔"

اور پھر وہ وہاں سے رخصت ہو گئے —

"اب آپ گمنام صاحب کے دوستوں کے نام اور پتے ہمیں لکھ کر دے دیں۔"

"ان کے زیادہ قریبی دوست تو یہی ہیں۔"

"لیکن ہم انھیں چیک کر چکے ہیں۔"

"اچھی بات ہے — میں لکھ دیتی ہوں۔"

انھوں نے کوئی دس پندرہ نام لکھ کر دے دیے — اب انھوں نے ان دوستوں کو ایک ایک کرکے چیک کیا اور ان کی انگلیوں کے نشانات لیے — کمرے والے نشانات سے ملائے، لیکن ان میں سے بھی کسی بھی دوست کی انگلیوں کے نشانات سے وہ نشانات نہ مل سکے —

"یہ تو عجیب بات ہو گئی۔" فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

"اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے — اغوا کرنے والا ان کا دوست نہیں تھا — بس وہ ملنے آیا — اس نے پہلے دوستانہ انداز میں اس سے بات کی — چائے پلائی، اس دوران اس نے اپنے سگریٹ بھی پیے اور پھر اٹھ کر انھیں پستول کی زد پر لے کر اغوا کر لے گیا۔"

"تب تو اس تک پہنچنا بہت مشکل ہو جائے گا۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"آپ نے یہ نہیں بتایا الگ رہ کر آپ کیا کرتے رہے؟"

"بس کوئی خاص کام نہیں کرتا رہا — صرف الگ رہ کر تمام معاملات کا جائزہ لیتا رہا۔"

"آپ نے اس بنک کی حفاظت کا کیا انتظام کیا ہے؟"

"بنک اب فوج کی نگرانی میں ہے اور اس کے تمام تر اوقات بدل دیے گئے ہیں — طریقہ کار بھی تبدیل کر دیا گیا — لہٰذا ڈاکے کے امکانات اب صفر ہو کر رہ گئے ہیں — لیکن یہ خطرہ بھی موجود ہے کہ شاید گمنام راہی صاحب نے کوئی اور طریقہ اختیار کیا ہو — ڈاکے کا — اس صورت میں خطرہ بدستور موجود ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس اب کیا رہ گیا ہے؟"

"میں ذرا فنگر پرنٹ کے ایک جدید ترین ماہر سے ملنے جا رہا ہوں — تم یہیں ٹھہرو گے۔"

"جی بہتر!"

"اس بات کا خیال رہے — بیگم گمنام پر کسی وقت بھی حملہ ہو سکتا ہے۔"

"ہم پوری طرح چوکس ہیں اور اگر کوئی اندر آیا تو ہم اس سے نمٹ لیں گے۔"

"میں تو یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ تم بیگم گمنام کو ایک الگ کمرے میں بند کر دو — اور فرزانہ کو ان کے ساتھ بند کر دو — تم باہر رہو گے — یہ دونوں اندر — یہ اندر سے دروازہ نہیں کھولیں گی — تم باہر سے کسی کو نہ آنے دینا۔"

"کیا کوئی اس قسم کا خطرہ ہو سکتا ہے؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے نہیں — بلکہ ہے۔" انھوں نے آنکھیں نکالیں۔

"اچھی بات ہے — آپ بے فکر ہو کر جائیں — ہم ایسا ہی کریں گے۔"

وہ چلے گئے — فرزانہ نے بیگم گمنام کے ساتھ خود کو ایک کمرے میں بند کر لیا — محمود نے باہر سے بھی اس کمرے کے دروازے کو تالا لگا دیا۔

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بج اٹھی — وہ چونک

اٹھے، پھر دونوں دروازے پر پہنچے:

"کون صاحب؟"

"گمنام راہی کا ایک دوست — اس کے لیے جان دے دینے کے جذبات رکھنے والا۔"

"تت — تو پھر پہلے جان دے کر آئیں، پھر ہم سے بات کریں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا بات کرتے ہو بھئی۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"کک — کیوں — کیا میں نے کوئی غلط بات کر دی؟"

"یار جان دینے کے بعد وہ یہاں کیسے آ سکتا ہے؟"

"اوہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے — خیر — میں دروازہ کھولے دیتا ہوں۔" فاروق یہ کہہ کر آگے بڑھا۔

"ارے ارے — یہ کیا — ایک منٹ ٹھہرو۔" یہ کہہ کر محمود نے دروازے پر ایک ہاتھ مارا اور بولا:

"کیا چاہتے ہو بھئی؟"

"گمنام راہی غائب ہے — دشمنوں نے اسے اغوا کر لیا ہے — لہٰذا میں بیگم گمنام سے ملنا چاہتا ہوں، شاید میں انھیں تلاش کرنے کے سلسلے میں کارآمد ثابت ہو سکوں۔"

"اوہ تو یوں کہیے نا — آپ ان کے دوست ہیں۔"

محمود چونکا۔

"کوئی ایسا ویسا — ارے میاں لنگوٹیا کہیے۔"

"چلیے کہہ دیا لنگوٹیا — ہاں تو لنگوٹیا صاحب — آپ کا نام کیا ہے؟"

"اس کم ترین کو غازی بھائی کہتے ہیں۔"

"بہتر ہو گا کہ اپنا نام شہید بھائی رکھ لیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا کہا؟" باہر سے غصّے کے عالم میں کہا گیا۔

"اوہ شاید آپ کے لیے یہ نام رکھنا بہت مشکل کام ہے — خیر جانے دیجیے۔"

"فاروق یار ادھر اُدھر کی نہ ہانکو۔"

"آخر آپ لوگ دروازہ کیوں نہیں کھولتے؟"

"اس لیے کہ بیگم گمنام کی زندگی خطرے میں ہے، ذرا ٹھہریے۔ پہلے ان سے میں پوچھ لوں۔" یہ کہہ کر محمود فاروق کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کرکے اندر پہنچا، دروازے پر دستک دے کر بولا:

"فرزانہ — ان سے پوچھو — کیا گمنام راہی صاحب کے کوئی دوست غازی بھائی بھی ہیں؟"

"جی نہیں — اس نام کا ان کا کوئی دوست نہیں۔"

"شکریہ!" یہ کہہ کر وہ پھر بیرونی دروازے پر آیا:

"نہیں جناب! بیگم گمنام کا کہنا ہے کہ ان کا غازی بھائی نام کا کوئی دوست نہیں ہے — لہٰذا آپ ضرور فرضی دوست ہیں اور اس وقت حالات ایسے ہیں کہ کسی فرضی دوست کے لیے دروازہ نہیں کھولا جا سکتا۔"

"اچھا — یہ بات ہے — تب پھر آپ نقصان میں رہیں گے — کیونکہ میرے علاوہ کوئی گمنام صاحب کی تلاش میں مددگار ثابت نہیں ہو سکتا۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ باہر رہ کر ہی کیوں نہیں بتا دیتے؟"

"ٹھیک ہے، مجھے کیا — اندر رہ کر ہی سن لیں — گمنام راہی کو تلاش کرنا ہے تو سونا گھاٹ چلے جائیں، وہ وہاں مل جائیں گے، لیکن انھیں آزاد کرانا آپ کا کام ہو گا — میں اس سے زیادہ اور کوئی مدد نہیں کروں گا۔"

"سونا گھاٹ!" محمود نے چونک کر کہا — اس لیے کہ وہ سونا گھاٹ سے واقف تھا — یہ ایک بدنام ترین جگہ تھی۔ چھٹے ہوئے لٹیروں کی بستی —

"جی جناب! انھیں اغوا کرکے اس بستی میں رکھا گیا ہے — اگر آپ واقعی ان کے ہمدرد ہیں تو جا کر چھڑا لائیں۔"

"اگر ان کے وہاں ہونے کا امکان نظر آیا ۔ تو ہم ضرور وہاں جائیں گے ۔ ویسے ہم آپ کے لیے دروازہ کھول رہے ہیں ۔ اب آپ بیگم گمنام سے مل کر ہی جائیں۔"

"کیا کہا ۔ آپ دروازہ کھول رہے ہیں۔" باہر سے حیرت زدہ انداز میں کہا گیا۔

"ہاں اور کیا کریں ۔ جب آپ اس قدر پُر خلوص جذبات رکھتے ہیں تو ہم بھی اب آپ سے ملے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی محمود نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا ۔ دوسرے ہی لمحے دونوں زور سے اُچھلے ۔

باس کا نام

باہر چار آدمی کلاشن کوفیں لیے کھڑے نظر آئے :

"ہائیں ! آپ تو ایک تھے ۔ چار کیسے ہو گئے۔" فاروق نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"چار سے ضرب دے کر ۔ بہت چالاک بنے پھرتے ہو، اب شرافت سے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

"یہ لیجیے ۔ اٹھا دیے ہاتھ ۔ اور فرمائیں۔" محمود بولا ۔

"اندر چلو۔" دوسرا غرّایا ۔

وہ اندر کی طرف مڑ گئے ۔ ان میں سے ایک نے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا ۔

"بیگم گمنام راہی کہاں ہیں؟"

"ان کے خاوند کو تو آپ لوگوں نے اغوا کر لیا، اب ان کی کیا ضرورت پڑ گئی۔"

"انھیں بھی ختم کرنا ہے۔"

"بے وقوف نہ بنیں — اب انھیں ختم کر کے تم لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ ہمیں بتا چکی ہیں کہ ان کے خاوند نے ایک ناول 'سب سے بڑا ڈاکا' لکھا ہے — اس میں عالمی بینک کو لوٹنے کا منصوبہ ترتیب دیا گیا ہے — اب عالمی بینک فوج کے گھیرے میں ہے اور وہاں کے اوقات، طریقۂ کار اور سب کچھ بدل کر رکھ دیا گیا ہے، اب اس منصوبے کے تحت تم لوگ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔

"اب کیا خیال ہے — کیا بیگم گمنام کو ہلاک کرنے کی کوئی ضرورت رہ گئی ہے؟"

"نن — نہیں — ان حالات میں تو نہیں۔"

"تب پھر جا کر اپنے باس سے کہ دو — وہ اس بے وقوفی سے باز آئے اور گمنام راہی کو چھوڑ دے — ورنہ اس کی وجہ سے ہم سراغ لگاتے ہوئے اس تک پہنچ جائیں گے؛ "ڈاکا ڈالنے کا ارادہ ترک کیا جا سکتا ہے — بیگم گمنام کو بھی نظر انداز کیا جا سکتا ہے، لیکن اب گمنام راہی کو کس طرح چھوڑا جا سکتا ہے۔" ایک نے کھوئے کھوئے

انداز میں کہا۔

"کیوں! اس میں کیا پریشانی ہے؟"

"باس نقاب میں نہیں رہتا — گمنام راہی نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"اوہ — اور کیا تم بھی جانتے ہو — باس کون ہے؟"

"ہاں! ہم بھی جانتے ہیں، لیکن تم لوگوں کو بتائیں گے نہیں، اس لیے کہ کلاشن کوفیں ہمارے ہاتھوں میں ہیں، تمھارے ہاتھوں میں نہیں — چلو بھئی، اب یہاں ٹھہر کر کیا کریں گے؟"

وہ جانے کے لیے مڑے — ایسے میں محمود کی سرد آواز سنائی دی:

"مجھے افسوس ہے۔"

"اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب — کس بات کا افسوس اور کون سی بات نئی نہیں؟" ان میں سے ایک نے ان کی طرف مڑ کر کہا، باقی بھی مڑے بغیر نہ رہ سکے۔

"نئی بات یہ نہیں کہ انھیں ایسے موقعوں پر افسوس کا دورہ پڑتا ہی رہتا ہے — افسوس کیا ہے — وہ یہ خود بتائیں گے — بتاؤ محمود — تمھیں افسوس ہے تو آخر کس بات پر؟"

"تم خاموش ہو گے تو بتاؤں گا نا" اس نے جھلا کر کہا۔
"لو ہو گیا خاموش — تم بھی کیا یاد کرو گے — کہ کیا کوئی خاموش ہوا تھا — اور ساتھ ہی تم یہ بھی جان لو گے، خاموش کس طرح ہوا جاتا ہے، کیونکہ..."
"یہ تم خاموش ہوئے ہو" محمود نے تلملا کر کہا۔
"اوہ سوری" فاروق نے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لیے۔
"افسوس! تم نہیں جا سکتے۔"
"کیا مطلب — ہم نہیں جا سکتے؟"
"ہاں! چونکہ تم یہ بات جانتے ہو کہ باس کون ہے، اس لیے تم نہیں جا سکتے — آخر ہم بھی تو جانا چاہتے ہیں کہ باس کون ہے — اور یہ بات تم ہمیں بتاؤ گے — باقی رہی بات کلاشن کوفوں کی — تو ان سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم۔"
"اگر یہ بات ہے تو ہم تم لوگوں کو بھون کر چلے جاتے ہیں" دوسرا غرایا۔
"یہ اور اچھا رہے گا — اس لیے کہ بہت دن ہو گئے — ہم بھنے نہیں۔"
ان کے ہاتھ ٹریگروں پر دباؤ ڈالنے ہی لگے تھے کہ کھولتے پانی کی تیز دھار ان پر یک لخت پڑی۔

ان کی چیخیں نکل گئیں — کلاشن کوفیں ہاتھوں سے نکل گئیں اور وہ نیچے گرنے کے بعد تڑپنے لگے —
انھوں نے فوراً کلاشن کوفوں پر قبضہ کر لیا۔
"اچھے دوستو — اب تو تمہیں باس کا نام بتانے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"
"خاموش رہو — باس تمہیں کچا چبا جائے گا۔"
"ارے باپ رے — کوئی غیر انسانی مخلوق ہے تمہارا باس" فاروق نے لرز کر کہا۔
مارے جلن کے ان کا برا حال تھا — ابھی تک بری طرح تڑپ رہے تھے — اور پھر فاروق نے اکرام کو فون کر دیا — وہ فوراً اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا — اب ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی نظر آئیں —
"اگر آپ کی طبیعت کچھ سنبھل گئی ہو تو باس کا نام بتا دیں" محمود نے گویا درخواست کی۔
انھوں نے ہونٹ اور مضبوطی سے بھینچ لیے —
"معلوم ہوتا ہے انکل! یہ اس طرح نہیں بتائیں گے — انھیں کمرۂ امتحان ہمیں لے جانا ہی پڑے گا۔"
"ٹھیک ہے — لے جاتا ہوں — وہاں لے جایا گیا

مشکل ہے۔"

"جونہی یہ باس کا نام بتائیں — آپ انہیں فون کر دیجیے گا۔"

"ایسا نہیں ہو سکے گا۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا مطلب — کیسا نہیں ہو سکے گا؟"

"آپ لوگ ہم سے باس کا نام معلوم نہیں کر سکیں گے — اس لیے کہ ہم نے ساری زندگی باس کا نمک کھایا ہے۔"

"نہیں؛ تم ساری زندگی نمک کھاتے رہے ہو — اور کوئی چیز نہیں دی تمہیں باس نے کھانے کے لیے — اور ایسے باس پر جان چھڑکتے ہو — وحشت تیرے کی۔" فاروق نے کہا۔

"ذرا سنبھل کر — یہ میرا تکیہ کلام ہے۔" محمود نے اسے گھورا۔

"سوری زبان پھسل گئی تھی — انکل انھیں لے جائیں۔ ذرا معلوم تو ہو، یہ اپنے باس کے کس حد تک نمک خوار ہیں۔" فاروق بولا۔

سب انسپکٹر اکرام انھیں لے کر نکل گیا — جلد ہی پھر دروازے کی گھنٹی بجی — انداز انسپکٹر جمشید کا تھا۔

دروازہ کھولا تو ان کے چہرے پر ناکامی کے بادل

نظر آئے:

"معلوم ہوتا ہے — فنگر پرنٹ کے ماہر آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکے۔"

"یہی بات ہے۔" وہ اداس انداز میں مسکرائے۔

"پھر بھی انھوں نے کیا بتایا؟"

"جس وقت گمنام راہی کے دوست نے ان سے ان کے دفتر میں ملاقات کی، اس وقت وہ انگلیوں پر ایسی جھلی چڑھائے ہوئے تھا — جو نظر نہیں آتی — لیکن اس جھلی پر انسانی ہاتھ کی مانند لکیریں بنی ہوتی ہیں — ہمیں انگلیوں کے جو نشانات ملے — وہ دراصل اس جھلی کے نشانات ہیں — یہی وجہ ہے کہ ہم مجرم کی انگلیوں کے نشانات اس کے دوستوں کی انگلیوں کے نشانات سے نہیں ملا پائے۔"

"اوہ! اس کا مطلب ہے — مجرم بہت زیادہ چالاک ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں — ارے — تو کیا یہاں بھی گڑبڑ ہوئی ہے کوئی؟" انھوں نے چونک کر کہا — فرش پر انھوں نے اب توجہ دی تھی — وہاں بہت سے جوتوں کے نشانات موجود تھے اور مجرم پانی گرنے کی وجہ سے فرش گندا ہو چکا تھا — جونہی حملہ آور گئے تھے،

انسپکٹر جمشید آ گئے تھے۔ لہذا بیگم جمشید کو صفائی کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

انھوں نے جلدی جلدی حالات سُنا دیے۔

"بہت خوب! تب تو ہمیں فوراً کمرۂ امتحان پہنچ جانا چاہیے۔"

اب انھوں نے فرزانہ کو اسی طرح بیگم گمنام کے ساتھ چھوڑا اور دفتر پہنچے۔ اکرام انھیں کمرۂ امتحان کی بجائے دفتر میں بیٹھا نظر آیا اور بیٹھا ہوا عام انداز میں نہیں تھا۔ بُت نظر آ رہا تھا۔

"تمھیں کیا ہوا اکرام۔ تمھیں تو کمرۂ امتحان میں ان چاروں کے پاس ہونا چاہیے تھا۔"

"افسوس! میں ایسا نہیں کر سکتا۔" وہ بولا۔

"کیوں! کیا ہوا؟"

"آئیے۔ دکھاتا ہوں۔" اس نے کہا۔

وہ حیرت زدہ سے اکرام کے پیچھے باہر نکلے:

"کچھ بتاؤ بھی تو۔ ہوا کیا ہے؟"

"آپ خود ہی دیکھ لیں۔ مجھ میں بتانے کی ہمت نہیں ہے۔" اکرام بولا۔

وہ اس کے پیچھے چلتے مُردہ خانے کے سامنے پہنچے تو زور سے چونکے:

"کیا مطلب۔ کیا وہ مارے جا چکے ہیں؟"

"جی نہیں۔ انھوں نے خودکشی کر لی ہے۔ دانتوں میں ہی ان کے پاس زہر کے کیپسول تھے۔" اکرام نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ!"

اُن کے مُنہ سے ایک ساتھ نکلا۔ گویا پاس تک پہنچنے کا یہ راستا بھی بند ہو چکا تھا۔

ایک غلطی

وہ گھر آئے ، فرزانہ اور بیگم گمنام کو باہر نکالا ۔ تازہ حالات انھیں سنائے ۔

" اس کا مطلب ہے ۔ باس ہماری توقعات سے زیادہ چالاک ہے ۔ "

" وہ ۔ وہ اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا ۔ "

" لیکن اس کے لیے کام کرنے والوں میں یہ جذبہ کہاں سے آ گیا کہ اس کے لیے جانیں دے ڈالیں ۔ "

" اس کے پاس ان کے جرائم کا ریکارڈ ہوگا اور اس نے ان پر یہ بات واضح کر دی ہوگی کہ اگر وہ پکڑے جائیں گے تو یہ سارا ریکارڈ بھی پولیس کو دے دیا جائے گا ، اس صورت میں ان کے لیے کس قدر مشکل ہوگی ، لہذا پکڑے جانے کی صورت میں کچھ بتانے سے پہلے وہ زہر کے یہ کیپسول منہ میں رکھ لیں ۔ "

" ہم اس کیس کو جتنا آسان خیال کر بیٹھے تھے ، یہ ہمارے لیے اتنا ہی مشکل ثابت ہوا ہے ۔ "

" بھئی مشکل کیس ہی تو مزے دار ہوتا ہے ۔ اب دیکھو نا ۔ ہمارے پاس مجرم تک پہنچنے کے لیے کوئی راستا نہیں ، لیکن ہمیں بہر حال ان تک پہنچنا ہے ۔ "

" سوال یہ ہے کہ کیسے ؟ "

" جیسے بھی ہو ۔ اب فرزانہ ہی ترکیب بتائے گی ۔ " انسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

" جی میں ۔ ان حالات میں ۔ آپ خود سوچیے ابا جان ، میں کس طرح کوئی ترکیب بتا سکتی ہوں ۔ "

" بھئی دماغ پر زور دو ۔ اتنا تو ترکیبوں بھرا دماغ ہے تمھارا ۔ کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی خانے سے نکل ہی آئے گی ترکیب ۔ "

" تب پھر ۔ گمنام راہی صاحب کے تمام دوستوں کو بلا لیں ۔ "

" تمھارا مطلب ہے ۔ یہاں بلاؤں ۔ " انھوں نے حیران ہو کر کہا ۔

" ہاں ! " فرزانہ مسکرائی ۔

" لیکن اس سے کیا ہوگا ۔ ہم کس طرح معلوم کر سکیں گے کہ ان میں سے مجرم کون ہے ۔ "

"میں نے کمرے میں بند رہتے ہوئے بیگم گمنام صاحبہ سے ان کے خاوند کے بارے میں بہت باتیں پوچھی ہیں — اور کوئی کام جو نہیں تھا کرنے کے لیے — انھوں نے ایک خاص بات یہ بتائی ہے، وہ اپنے کسی ناول کی کہانی کے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتاتے تھے — یعنی شائع ہونے سے پہلے کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ ناول کی کہانی کیا ہے، لیکن انھوں نے 'سب سے بڑا ڈاکا' کے بارے میں انھیں یہ بات بتائی تھی کہ اگر اس ناول کی کہانی شائع ہونے سے پہلے کسی کو معلوم ہو جائے — مطلب یہ ہے کہ کسی جرائم پیشہ کو معلوم ہو جائے تو وہ اسے عملی شکل دینے کے لیے تیار ہو جائے گا — لیکن انھوں نے اس ناول کے پلاٹ میں ایک خامی رکھی ہے — اگر کوئی شخص کسی طرح اس منصوبے پر عمل کر بھی ڈالے تو بھی وہ اس خامی کی بنا پر پکڑا جائے گا — اب صاف ظاہر ہے، یہ بات گمنام راہی صاحب نے اپنی بیگم کے علاوہ کسی اور کو — یعنی اپنے کسی ایک دوست کو بھی ضرور بتائی ہے،

ورنہ نہ وہ مسودہ غائب ہوتا، نہ انھیں اغوا کیا جاتا — جس دوست کو انھوں نے یہ بات بتائی، وہ مجرمانہ ذہن کا آدمی ہے، لیکن یہ بات گمنام راہی صاحب کو معلوم نہیں تھی — وہ بے خیالی میں اسے بتا گئے اور اس نے آن کی آن میں انھیں اغوا کرنے کی ٹھان لی — صاف ظاہر ہے، وہ یہ اہم ترین بات کسی نزدیکی دوست کو بتا سکتے تھے — اب یہ بات ہمیں بیگم گمنام صاحبہ بتائیں گی کہ ان کا سب سے گہرا اور قریبی دوست کون ہے۔" فرزانہ کہتی چلی گئی۔

"ہاں ضرور کیوں نہیں — ابھی جو چار دوست یہاں آئے تھے نا — اور جاوید کریمی صاحب بھی — یہ پانچوں ہی نزدیکی دوست ہیں۔" بیگم صاحبہ بولیں۔

"ایک بات اور کہ دوں — اگر آپ برا نہ مانیں۔" فرزانہ نے عجیب سے انداز میں کہا — انسپکٹر جمشید مسکرا دیے، شاید وہ جان گئے تھے کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

"ضرور — کیوں نہیں!"

"ہو سکتا ہے — یہ اہم ترین بات گمنام راہی صاحب نے کسی کو نہ بتائی ہو۔"

"کیا مطلب — پھر کسی کو کس طرح معلوم ہو گئی؟" بیگم گمنام نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کے ذریعے۔"

"کیا!!" وہ چلا اٹھیں۔

"کیوں — کیا ایسا نہیں ہو سکتا — آپ نے اپنے کسی عزیز یا رشتے دار کو یہ بات بتا دی ہو اور اس نے اغوا کا منصوبہ بنا ڈالا ہو — ظاہر ہے، ایسے کسی شخص کے لیے رات گئے گمنام صاحب سے ملاقات کے لیے آنا کوئی مشکل کام نہیں تھا اور ایسے کسی شخص کے ساتھ ہی وہ بیٹھ کر سگریٹ نوشی کر سکتے تھے — اس کے لیے چائے بنا سکتے تھے۔"

"ہاں! لیکن میں نے یہ ذکر کسی سے نہیں کیا۔" بیگم گمنام نے پُرزور لہجے میں کہا۔

"آپ سے ایک سوال — کیا آپ کے کوئی بھائی ہیں؟"

"ہاں! ایک بھائی ہیں۔" انھوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اور کیا آپ نے ان سے اس بات کا ذکر باتوں باتوں میں نہیں کیا تھا؟"

"نن... نہیں تو۔" وہ کانپیں۔

"دیکھیے بیگم صاحبہ — اگر آپ چاہتی ہیں کہ ہم آپ کی مدد کریں، آپ کے کسی کام آ سکیں تو آپ کو چاہیے کہ ہم سے کوئی بات نہ چھپائیں — ہم یہ اندازہ لگا چکے ہیں کہ آپ اپنے بھائی کو یہ راز بتانے کی غلطی کر چکی ہیں — اب مہربانی فرما کر ان کا نام بتا دیں — خدا کرے، وہ وہ آدمی نہ ہوں، جس نے گمنام صاحب کو اغوا کیا ہے۔"

"نن — نہیں — ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" انھوں نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"تو آپ نے اپنے بھائی کو نہیں بتایا۔"

"بب — بتایا ضرور ہے — لیکن اس معاملے میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں۔"

"ہمارا بھی یہی خیال ہے، لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے — انھوں نے آگے کسی کو یہ بتا دیا ہو۔"

"اوہ!" وہ بولیں۔

"لہٰذا آپ پہلی فرصت میں اپنے بھائی کا نام اور فون نمبر بتا دیں — بلکہ آپ خود فون کر کے انھیں یہاں بلا لیں — اگر انھوں نے کسی اور سے ذکر کیا ہے، تب پھر وہی شخص مجرم ہے اور ہم اسے فوراً گرفتار کر لیں گے۔"

اس طرح گمنام صاحب مل جائیں گے اور یہ جھگڑا ختم ہو جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اسے فون کرکے بلا لیتی ہوں، لیکن آپ اس سے سختی نہ کیجیے گا۔ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے۔"

"ان کا اٹھنا بیٹھنا جرائم پیشہ لوگوں میں تو نہیں ہے؟"

"نہیں۔ وہ بہت اچھا اور شریف انسان ہے۔"

اور پھر انھوں نے فون کیا۔ جلد ہی ایک نوجوان وہاں آ گیا۔

"یہ ہے میرا بھائی۔ فرخ سلیم۔ آپ خود ہی بات کر لیں۔"

انھوں نے اس سے سوالات کیے اور جلد ہی اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ اس کا اس معاملے سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا انھوں نے اسے رخصت کر دیا۔

"اب کیا کریں؟"

"نزدیکی دوستوں کو یہاں بلا لیں۔ ان میں سے کوئی ایک مجرم ہے۔" فرزانہ بولی۔

"لیکن ہم اسے باقی لوگوں سے کس طرح الگ کریں۔"

"یہ آپ کا کام ہے۔" فرزانہ نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

انسپکٹر جمشید سوچ میں ڈوب گئے۔ محمود، فاروق اور فرزانہ بھی سوچنے لگے۔ آخر انسپکٹر جمشید مسکرا اٹھے اور بولے:

"ہم سگریٹ کے اس ٹکڑے کو بھول گئے۔"

"وہ سگریٹ پینے والے تو بہت سے نکل آئیں گے۔" محمود نے کہا۔

"لیکن ذرا سوچو۔ اگر گمنام راہی کے نزدیکی دوستوں میں اس برانڈ کا سگریٹ پینے والے کئی ایک نہ ہوں۔ صرف ایک ہو۔ تو؟"

"تب تو آ جائے گا مزا۔"

"بہت خوب! اب ہم انھیں یہاں ضرور بلائیں گے، ان کی دعوت کریں گے۔ اور اس دعوت میں ہر برانڈ کا سگریٹ ان کے سامنے رکھا ہوگا۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس برانڈ کا سگریٹ کون کون پیتا ہے اور کون نہیں پیتا اور پھر..." یہ کہہ کر فرزانہ نے اپنے دماغ میں آنے والی بات بتا دی۔

"تب پھر۔ نزدیکی دوستوں کے ساتھ ساتھ دور کے یا کم نزدیکی دوستوں کو بھی بلا لیں۔ اس طرح ناکامی کا امکان کم ہو جائے گا۔"

اور پھر انھوں نے اسی شام ان سب کو اپنے گھر بلا
لیا — لان میں ان کی دعوت کا انتظام کیا گیا — ہر قسم
کی سگریٹ کے پیکٹ ہر میز پر موجود تھے — یہ کل
پندرہ دوست تھے — ان میں سے پانچ وہ تھے جو ان کے
ہاں پہلے ہی آ چکے تھے — ایسے میں کسی نے کہا:
"اس دعوت کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا انسپکٹر صاحب؟"
"آپ تو جانتے ہی ہیں — گمنام راہی صاحب کو اغوا
کر لیا گیا ہے!"
"جی ہاں! اس سلسلے میں تو ہم سب سے پوچھ گچھ ہو چکی
ہے" ایک نے کہا۔
"ہاں بالکل! لیکن آپ میں سے اکثر نہیں جانتے کہ انھیں
اغوا کیوں کیا گیا ہے — لیجیے میں بتائے دیتا ہوں —
حال ہی میں انھوں نے ایک ناول مکمل کیا ہے — ناول کا
نام ہے سب سے بڑا ڈاکا!"
"سب سے بڑا ڈاکا" کئی آوازیں ابھریں۔
"ہاں! یہ ناول انھوں نے ذرا اور ہی طریقے سے لکھا
انھوں نے ملک کے سب سے بڑے بنک کا خود جا کر جائزہ
لیا — پوری عمارت کی تفصیلات لکھیں — کہاں کہاں کیا
کام ہوتا ہے — یہ بھی لکھا — کام کے اوقات لکھے — ڈا

کس طرح ڈالا جا سکتا تھا، یہ سب باتیں اس ناول
میں لکھیں — لیکن ایک خامی رہنے دی، تاکہ ان کا ناول
پڑھ کر کوئی احمق انسان اس قسم کی کوشش نہ کر ڈالے —
ناول کے آخر میں انھوں نے اس قسم کا ایک نوٹ بھی
لکھ دیا —
لیکن ان سے غلطی یہ ہوئی کہ یہ بات انھوں
نے اپنے ایک قریبی دوست کو بتا دی — قریبی
دوست رات گئے ان سے ملنے آ گیا تھا — اس وقت
گھر کا کوئی فرد نہیں جاگ رہا تھا — وہ دوست مجرمانہ
ذہن رکھتا تھا — یا پہلے سے جرم کی دنیا میں شامل
تھا — جونہی اس نے یہ اس قدر اہم بات سنی — وہ
بے ایمان ہو گیا — اس نے اسی وقت دوست کو
اغوا کرنے کا پروگرام بنا لیا — اور اغوا کر لے گیا —
یہ تو تھی تفصیل — اس کے بعد ہمارا کام شروع ہوا —
اغوا کرنے والے نے جب گمنام صاحب سے اس خامی
کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے ایک شرط پر خامی
بتانے کی حامی بھری — شرط یہ تھی کہ ان کے بیوی
بچوں کو ہمارے گھر پہنچا دیا جائے — مجرم ایسا
کرنے پر مجبور ہو گیا — اس نے فون کرنے کی

اجازت دے دی۔ گمنام صاحب سے فون کروایا گیا۔ ظاہر ہے۔ فون کسی پبلک فون بوتھ سے کروایا گیا ہو گا، تاکہ ہم اس کا سراغ نہ لگا سکیں۔ اس طرح یہ لوگ یہاں آ گئے۔ اب مجرم صاحب کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مصنف صاحب نے یہ بات اپنی بیوی کو بھی بتا رکھی ہے۔ ان کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ اپنے کسی ناول کی کہانی کسی کو نہیں بتاتے۔ اس نے یہی خیال کیا۔ کہ بے خیالی میں یہ صرف اسے بتا گئے ہیں۔ ادھر جب ان کے بیوی بچے ہمارے ہاں پہنچ گئے تو انھوں نے مجرم پر واضح کر دیا کہ یہ راز وہ اپنی بیوی کو بھی بتا چکے ہیں۔ اب اگر انھوں نے ڈاکا ڈالا تو فوراً ان کی بیوی کو یہ بات یاد آ جائے گی۔ اور اس طرح ان کے پکڑے جانے کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔ یہ بات سُن کر مجرم نے ان کی بیوی کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی، لیکن اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا گیا۔

اب اس کیس کی خاص بات۔ مجرم نے جب رات گئے گمنام صاحب سے ملاقات کی تھی تو اس ملاقات کے دوران اس نے وہاں چائے بھی پی تھی۔ اور سگریٹ بھی۔

چائے کے کپ پر اس کی اُنگلیوں کے نشانات ملنے چاہییں تھے، ہم نے نشانات اٹھوائے اور پھر گمنام صاحب کے تمام دوستوں کی اُنگلیوں کے نشانات لیے گئے تاکہ ان نشانات سے ملا کر مجرم کو گرفتار کیا جا سکے۔ آپ کو معلوم ہے۔ اس طرح وہ نشانات کس کی اُنگلیوں کے ثابت ہوئے؟

یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔ تمام لوگ اس کہانی کو بت بن کر سُن رہے تھے۔ ان کے خاموش ہونے پر سب چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، پھر جاوید کریمی نے کہا۔

"بھلا ہمیں کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ بتائیں۔"

"کسی کی اُنگلیوں کے نشانات سے بھی وہ نشانات نہیں مل سکے۔ جو کپ پر سے ملے تھے؟"

"کیا مطلب؟" کئی آوازیں اُبھریں۔

"جی ہاں! یہاں مجرم ہم سے زیادہ چالاک ثابت ہوا۔ اس نے اپنی اُنگلیوں پر انسانی کھال کے رنگ کی جھلی چڑھا رکھی تھی۔ اس جھلی پر انسانی اُنگلیوں جیسی لکیریں بھی تھیں۔ اور کپ پر دراصل وہ لکیریں آئی تھیں۔ اس صورت میں کسی کی اُنگلیوں کے نشانات سے وہ کیسے

طرح مل سکتی تھیں۔"

"اوہ اوہ!" حیرت زدہ آوازیں اُبھریں۔

"لیکن اس ساری چالاکی کے باوجود۔ مجرم سے ایک غلطی ہو ہی گئی۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

چھٹی

"اور وہ غلطی کیا تھی؟" دانا نذیری نے پوچھا۔

"یہ بات بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے آپ ذرا دعوت اڑا لیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔ پہلے آپ کہانی کیوں نہ پوری کریں۔" مرزا ناصر بیگ بولے۔

"اس طرح مزا نہیں آئے گا۔"

"خیر۔ یونہی سہی۔"

سب کھانے پینے لگے۔ کھانے کے بعد سگریٹ کے شائق لوگوں نے سگریٹ کے پیکٹوں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ اس ساری کارروائی کی فلم بن رہی ہے۔ ایک ایک حرکت فلم بند ہو رہی تھی۔

آخر سب لوگ فارغ ہو گئے اور جاوید کرمی نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا:

"ہم سب فارغ ہو چکے ہیں — مہربانی فرما کر اب کہانی مکمل کریں۔"

"جی بہت بہتر — مجرم نے جب گمنام راہی سے ملاقات کی تھی تو اس نے چائے کے ساتھ سگریٹ بھی پیے تھے، لیکن سگریٹ اس نے گمنام راہی والے نہیں — اپنے پیے تھے — گویا وہ اپنے برانڈ کے علاوہ اور کوئی سگریٹ پینا پسند نہیں کرتا تھا — ایش ٹرے میں ہمیں دو قسم کے ٹکڑے ملے تھے — ہم نے دونوں قسم کے ٹکڑے محفوظ کر لیے تھے — آپ نے غور فرمایا؟"

"ہاں، لیکن اب سسپنس بہت زیادہ بڑھ چکا ہے — اب ذرا جلدی سے بتا دیں — آخر مجرم ہے کون؟" ابراہیم کالے نے کہا۔

"بس اب میں اسی طرف آ رہا ہوں، بلکہ میں تو درخواست کروں گا — وہ خود ہی اٹھ کر اپنا جرم قبول کر لے؟"

سب نے ایک دوسرے کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھا، لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا:

"ہمارا مجرم اتنے حوصلے کا مالک نہیں — وہ میری

زبان سے ہی اپنا نام سنے گا — خیر — مجھے منظور ہے — آج کی دعوت کا انتظام دراصل ہم نے مجرم کو پھانسنے کے لیے ہی کیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم جانتے تھے — مجرم یہاں آئے گا تو ایک عدد بے وقوفی ضرور کرے گا۔" وہ مسکرائے۔

"بے وقوفی — کیسی بے وقوفی؟"

"یہ کہ — وہ اس برانڈ کے سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگائے گا — یہ بات اسے معلوم ہے کہ ہم گمنام راہی کے ایش ٹرے سے اس کے برانڈ کے ٹکڑے اٹھا چکے ہیں، لہٰذا ہم جانتے تھے کہ وہ اس برانڈ کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔"

"لیکن — اس طرح تو اس کی عقل مندی ثابت ہوتی ہے — نہ کہ بے وقوفی۔" کسی نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

اب آپ کس طرح ثابت کریں گے کہ اس برانڈ کے سگریٹ پینے والا دراصل کون ہے — بلکہ اب تو شاید کوئی بے گناہ آپ کی نظروں میں مجرم بن گیا — فارغ شاہ کے مجرا سامنے بتایا

"نہیں — ایسی بات نہیں۔"

"تو پھر — بات کیسی ہے — کیا ہے؟" رانا نذیری نے جل کر کہا۔

"آپ سب لوگ یہاں موجود ہیں — اس دعوت کے ہر منظر کی فلم بندی ہو رہی ہے۔"

"کیا کہا؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں ! جس جس نے بھی جو سگریٹ اٹھا کر پیا ہے — وہ فلم بند ہو گیا ہے — ہم وہ فلم لگا کر دیکھ سکتے ہیں کہ کس نے کون سا سگریٹ پیا ہے۔"

"وہ تو آپ خود بتا چکے ہیں — کہ مجرم نے اس برانڈ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا جس برانڈ کے ٹکڑے ایش ٹرے سے ملے تھے۔"

"ہاں ، لیکن اس صورت میں — ان کے گھر سے بھی اس برانڈ کے سگریٹ نہیں ملنے چاہییں — اور نہ ان کی جیب سے۔"

"کیا !!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"جی جناب ! لیکن اب آپ میں سے کوئی ذرا بھی حرکت نہیں کرے گا — جس کا ہاتھ بھی جیب کی طرف گیا — ہم اسے مجرم کے طور پر پکڑ لیں گے۔

لہٰذا سب لوگ اپنے اپنے ہاتھ میز پر رکھ لیں — میز پر سے اگر کوئی ہاتھ ہٹائے گا تو اس کی بھی فلم بن جائے گی — کیمرے کچھ اسی طرح فٹ کیے گئے ہیں یہاں۔"

لان میں سناٹا طاری ہو گیا — سب کے ہاتھ میز پر جم گئے — ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری:

"اور یہ ترکیب بتائی تھی — فرزانہ نے — اللہ تعالیٰ نے اسے بہت بہترین دماغ دیا ہے — اب تم تینوں ان کی جیبوں سے پیکٹ نکال لو — اگر کسی کی جیب سے پیکٹ نہیں نکلے گا تو بھی کوئی بات نہیں — سادہ لباس والے اس وقت تک ان کے گھروں کی تلاشی لے چکے ہوں گے اور رپورٹیں لے کر آتے ہی ہوں گے — گھروں سے بھی پیکٹ نہ ملے ہوں گے تو وہ ان دکانوں سے ان کے پسندیدہ پیکٹ خرید کر لائیں گے، جہاں سے وہ روزانہ سگریٹ خریدتے ہیں۔"

"اُف مالک — مجرم پکڑنے کا اس قدر حیرت انگیز اور انوکھا طریقہ — مجرم کی ساری چالاکیاں دھری کی دھری رہ گئیں۔" مرزا ناصر بیگ نے کانپتی آواز میں کہا۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا مرزا صاحب — ابھی دودھ کا

کا دودھ اور پانی کا پانی ہونے والا ہے۔"

"واقعی — آپ لوگوں کی عقلوں کی داد ہی دینا پڑتی ہے — مان گئے بھئی ہم تو۔"

"شکریہ — کسی نے تو مانا۔"

"مان تو خیر ہم سب گئے۔"

اس دوران محمود، فاروق اور فرزانہ ان سب کی جیبوں سے سگریٹ کے پیکٹ نکال نکال کر ان کے سامنے رکھتے جا رہے تھے — کچھ ایسے بھی تھے — جن کی جیبوں سے پیکٹ نکلے ہی نہیں — سگریٹ نہ پینے والے بھی تو تھے ان میں — جب یہ کام مکمل ہو گیا تو انسپکٹر جمشید چونک کر بولے:

"لیجیے جناب — مجرم سامنے آ گیا۔"

"اوہ — اچھا۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"ہاں جناب — مجرم پکڑا گیا — اپنے وقت کا چالاک ترین مجرم — جس نے ہمیں چکر دے ڈالا — پہلے ہم اس کیس کو اس قدر آسان سمجھے کہ ہم نے زیادہ تفتیش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی — لیکن پھر مجھے پوری طرح اس کیس کو دیکھنا پڑا — اصل بات تو یہ ہے — اگر گمنام راہی صاحب چالاکی سے

کام نہیں لیتے تو یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا — یہ ان کی بیوی کو قتل کر دیتا اور خامی جان لینے کے بعد گمنام صاحب کا بھی صفایا کر دیتا اور پھر اطمینان سے عالمی بینک میں ڈاکا ڈالتا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اُف — اُف۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"لیکن ابھی تک آپ نے بتایا نہیں کہ مجرم کون ہے۔" جاوید کریمی نے کہا۔

"ابھی لیجیے — یہ چیز فلم بند ہو چکی ہے۔ ایش ٹرے بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ کس نے کون سے سگریٹ پیے ہیں — جیبوں سے نکلنے والے پیکٹ بھی اب سامنے موجود ہیں۔ آپ خود دیکھ لیں — جس کی جیب سے وہ پیکٹ نکلا — جس کے ٹکڑے گمنام راہی کے ایش ٹرے سے ملے — اور یہاں اس کی ایش ٹرے میں مختلف ٹکڑا ہے — بس وہی مجرم ہے — کیونکہ چور صرف اس کے دل میں تھا، کسی اور کو تو یہ بات معلوم ہی نہیں تھی کہ اس برانڈ کے ٹکڑے مجرم نے گمنام راہی

کے ایش ٹرے میں چھوڑ دیے تھے — یہ بات صرف مجرم کو معلوم تھی، لہٰذا اس نے اس برانڈ کو ہاتھ نہیں لگایا — وہ اس خیال میں تھا کہ یہ دعوت دراصل اس کے لیے جال ہے — اور جونہی وہ اپنے والے برانڈ کا پیکٹ اُٹھانے لگا — ہماری نظروں میں آ جائے گا — لہٰذا اس نے اس برانڈ کے پیکٹ کو ہاتھ تک نہ لگایا — اور ہم پہلے ہی یہ اندازہ لگا چکے تھے کہ وہ اس برانڈ کو ہاتھ نہیں لگائے گا، لیکن جب اس کی جیب سے یا اس کے گھر سے یا اس دکان سے وہ برانڈ ملے گا — تو اس کے پاس کیا جواب ہو گا — کیوں مسٹر مرزا ناصر بیگ؟"

"کیا مطلب؟" سب ایک ساتھ چلّائے۔

"جی ہاں! ہمارے آج کے مجرم یہی ہیں — آپ خود دیکھ لیں — ان کی جیب سے وہی پیکٹ نکلا ہے! جیب میں رکھ کر لانے سے یہ اس لیے نہیں گھبرایا کہ کر سکتا تھا — یہ برانڈ تو نہ جانے کتنے لوگ پیتے ہیں، لیکن اصل غلطی اس کی یہ تھی کہ اس

نے میز پر سے یہ برانڈ نہیں اُٹھایا — آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا پسند کریں گے؟"

مجرم کا سر جھک گیا — اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا —

"تم از کم اتنا ضرور بتا دیں کہ بے چارے گمنام راہی کہاں ہیں؟"

"پہلے اسے ختم کر دینے کا پروگرام بنایا تھا، لیکن پھر حالات دیکھ کر پروگرام تبدیل کر دیا — اب وہ میرے خفیہ ٹھکانے پر ہے۔" اس نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔

"شکریہ! سادہ لباس والے باہر موجود ہیں اور یہ الفاظ سنتے ہی وہ آپ کے خفیہ ٹھکانے کی طرف جانے کے لیے تیار ہو چکے ہوں گے — آپ اپنے ٹھکانے کا پتا بتائیں — اب جلد ہی گمنام صاحب ہمارے درمیان ہوں گے — اللہ کا شکر ہے — یہ کیس بخیر و خوبی ختم ہوا، ورنہ ہم گمنام راہی صاحب کی طرف سے بہت فکرمند تھے — اور ہم سب حیرت زدہ تھے اور پریشان تھے کہ آخر مجرم کو کس طرح پکڑیں — اس کے خلاف ثبوت کس طرح حاصل کریں — اللہ تعالیٰ نے فرزانہ کے دماغ میں خوب بات ڈالی۔"

"چلیے چھٹی ہوئی" محمود بولا۔

"چھٹی تو خیر، بہت مشکل ہے۔ اب کوئی اور کیس ہماری تاک میں ہوگا" فاروق نے شوخ آواز میں کہا۔

اور لان میں ہنسی کی آواز لہرا گئی۔

لکی نمبرز

پر ۲۰۰۰ روپے کے نقد انعامات

- اس ماہ شائع ہونے والے ناول "آگ ہی آگ"، "چور دروازہ"، "اڑتی لاش" اور "سب سے بڑا ڈاکا" کے سرورق کی بیک پر لکی نمبر درج ہے۔
- آیندہ ماہ شائع ہونے والے ہر نئے ناول پر بھی لکی نمبر درج ہوگا۔
- آپ اپنا ناول خرید کر اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ ہو سکتا ہے، لکی نمبر آپ کا ہی نکل آئے۔
- ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے ہر ناول کے لکی نمبر کا اعلان کیا جائے گا اور ہر ناول کے لکی نمبر پر آپ کو پانچ سو روپے کا نقد انعام ملا کرے گا۔
- اس ماہ شائع ہونے والے ناولوں کے لکی نمبرز کا اعلان آیندہ ماہ کے ناولوں میں کیا جائے گا۔ آیندہ ماہ کے ناولوں کے حصول کے لیے اپنا آرڈر قریبی بک سٹال پر نوٹ کروائیں یا ہمارے ادارے سے منگوائیں۔ شکریہ

لکی نمبرز کے انعامات کا اعلان

- مندرجہ ذیل چار نمبر بذریعہ قرعہ اندازی لکی قرار پائے — ہر نمبر پر ۵۰۰ روپے کا انعام روانہ کیا جائے گا۔

۱ ــــ خونیں ڈراما ــــــ لکی نمبر ۳۳۴۷
۲ ــــ فراڈ ــــــ " ۴۹۹۶
۳ ــــ شہزادے کا اغوا ــــــ " ۳۰۱۱
۴ ــــ عیار ــــــ " ۴۵۲۵

- جن چار قارئین کے پاس یہ ناول ہیں، وہ فوری طور پر ہمیں بذریعہ رجسٹری ارسال فرمائیں، تاکہ ان خوش نصیب قارئین کو انعام روانہ کیا جا سکے۔
- آئندہ ماہ کے ناولوں میں ان چاروں انعام پانے والوں کے نام اور پتے بھی شائع کیے جائیں گے۔
- لکی نمبرز والے ناول مندرجہ ذیل پتے پر ارسال کریں۔ شکریہ!

اشتیاق پبلی کیشنز

۹/۱۴ نصیر آباد، مسلم پورہ، سانده کلاں، لاہور

فائدے کی بات

- آئندہ ماہ آپ ان شاء اللہ "مجرمانہ قدم" (۱۰ روپے)، "کہانی کے مجرم" (۱۰ روپے)، "خوف کی بستی" (۱۰ روپے)، "ڈرامے کی آگ" (۱۰ روپے)، "چوری کی لڑکی" (۷/۵۰ روپے)، "خفیہ تحریر" (۱۰ روپے)، "نقاب کے پیچھے" (۱۰ روپے)، "ہوا کے قیدی" (۱۰ روپے) اور "آخری پیکٹ" (۱۰ روپے) پڑھیں گے۔
- ان تمام ناولوں کی کل قیمت ۸۵/۵۰ روپے بنتی ہے، لیکن ادارے سے براہ راست منگوانے پر آپ کو یہ تمام ناول صرف ۷۲ روپے میں ملیں گے۔
- اگر آپ انسپکٹر جمشید سیریز کے نئے چار ناول منگوانا چاہتے ہیں تو ادارہ آپ سے ۴۰ روپے کی بجائے ۳۱ روپے وصول کرے گا۔
- ناول بذریعہ وی پی ارسال کیے جاتے ہیں۔
- پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے ۵ روپے زائد وصول کرے گا۔ اس طرح بھی آپ کو ناول گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ نئے چار ناولوں پر ۴ روپے اور مکمل سیٹ پر ۸/۵۰ روپے کی بچت ہوگی۔
- ہے نا فائدے کی بات — خط لکھ کر آرڈر نوٹ کروائیں — شکریہ

آرڈر بھیجنے کا پتا:

اشتیاق پبلی کیشنز، ۹/۱۴ نصیر آباد، سانده کلاں، لاہور

— ٹکی نمبر پر ۵،۰۰۰/- روپے کا نقد انعام —

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز نمبر ۵۴۳

مجرمانہ قدم

مصنف : اشتیاق احمد

- ایک بہت بڑا آدمی اچانک شہر سے غائب ہو گیا۔
- وہ پچیس سال تک غائب رہا۔
- پھر اچانک واپس آ گیا۔
- اس نے اپنی واپسی پر ایک شاندار دعوت دی۔
- ایک گھر میں ایک لاش پڑی تھی۔ اس کی کمر میں زرد رنگ کے دستے والا خنجر پیوست تھا۔
- کیس کی تفتیش انھیں کہاں لے گئی۔
- حیرتوں سے بھرپور ناول۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت : دس روپے۔

— ٹکی نمبر پر ۵۰۰ روپے کا نقد انعام —

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۵۴۴

کہانی کے مجرم

مصنف : اشتیاق احمد

- ایک بہت بڑے باپ کا بیٹا بیس سال بعد وطن واپس آ رہا تھا۔
- بیس سال پہلے باپ اسے بیرونِ ملک بھیجنے پر کیوں مجبور ہو گیا تھا۔ آپ سن کر حیران رہ جائیں گے۔
- لیکن بیس سال بعد ایک بیٹا واپس نہیں آیا۔ بلکہ دو واپس آ گئے۔
- ان دو میں سے کون سا نقلی تھا — کون سا اصلی؟
- اس سوال نے سب کو چکرا کر رکھ دیا۔
- ۱۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت : دس روپے۔

— کی نمبر پر ۵۰۰ روپے کا نقد انعام —

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۵۴۵

خوف کی بستی

مصنف: اشتیاق احمد

- محمود، فاروق اور فرزانہ تین درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔
- انھیں ایک انوکھے شکار کا انتظار تھا۔
- یہ شکار انھیں کہاں لے گیا۔
- خوف کی بستی — اس میں کیا ہو رہا تھا۔
- ایک بڑے مجرم کی کہانی — اس پر ہاتھ ڈالنے کے لیے انسپکٹر جمشید نے کیا طریقہ اختیار کیا۔
- آپ عش عش کر اٹھیں گے۔
- ہر قدم پر خطرات کا سامنا۔
- ۱۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے۔

— کی نمبر پر ۵۰۰ روپے کا نقد انعام —

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۵۴۶

ڈرامے کی آگ

مصنف: اشتیاق احمد

- ان کی کار اچانک رک گئی — انجن نے جواب دے دیا۔
- ان کی جیبوں سے پن غائب ہو گئے۔
- گاڑی ذرا پیچھے کی تو انجن چلنے لگا، لیکن اس جگہ پہنچ کر گاڑی پھر رک گئی۔
- ایک عجیب و غریب وادی میں ان کا داخلہ۔
- آگ اور خون کا کھیل انھیں کھیلنا پڑا۔
- انھیں اپنے دشمن کے ساتھ آگ میں سے گزرنا تھا۔
- ہر لمحے آپ کے دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی چلی جائے گی۔
- ۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

نئی نسل —— نیا ادب

ناول نمبر ۵۴۷

چوری کی لڑکی

مصنف : اشتیاق احمد

- ○ وہ پولیس اسٹیشن کے سامنے پہنچا تو اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔
- ○ اندر داخل ہوا تو تھانے دار گویا اس کے آگے بچھ گیا۔
- ○ تھانے دار کی باتوں نے اسے حیرت زدہ کر دیا۔
- ○ لیکن صرف دو منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ تھانے دار نے ریسیور اٹھایا اور جب اس نے ریسیور رکھا تو دنیا بدل چکی تھی۔
- ○ تھانے سے باہر اس کی ایک لڑکے سے ملاقات ہوئی۔
- ○ لڑکے کے ساتھ وہ اس کے دفتر پہنچا۔ جب اس نے ان لوگوں کو بتایا کہ اس کی لڑکی کو چرا لیا گیا ہے تو وہ لڑکی کی تلاش میں نکلتے ہیں۔
- ○ ۲۰ ستمبر کو پڑھیے —— قیمت : ۵۰/- روپے۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۲۶۱

خفیہ تحریر

مصنف : اشتیاق احمد

- ○ یہ ناول پڑھتے وقت آپ دنیا بھر کے کاموں کو بھلا بیٹھیں گے۔
- ○ خانو گھر میں داخل ہوا تو اس کی ماں نے اسے ایک خط دیا۔
- ○ خط کس نے لکھا تھا۔
- ○ خط لکھنے والا کیا چاہتا تھا۔
- ○ خانو ایک خاص کام میں ماہر تھا۔
- ○ آپ کے کردار مجرموں تک کیسے پہنچے۔
- ○ ایک حیرتوں سے بھرپور ناول۔
- ○ ۲۰ ستمبر کو پڑھیے —— قیمت : دس روپے۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۲۷

نقاب کے پیچھے

مصنف: اشتیاق احمد

- ایک ایسے مجرم سے ملیے، جو جبرال کا انتقام لینے آیا تھا۔
- آپ اس کا نام سن کر چونک اٹھیں گے۔
- سڑک پر عین اس وقت ایک بم پھینکا گیا جب ملک کے ایک مہمان وہاں سے گزر رہے تھے۔
- بم کس قسم کا تھا۔
- ایوانِ صدر میں ایک عجیب و غریب ہنگامہ۔
- اس ہولناک مجرم سے ملاقات آپ کو مدتوں یاد رہے گی۔
- ہر قدم پر خطرات کا سامنا۔
- ایک خوفناک مقابلہ۔
- ۲۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۲۸

ہوا کے قیدی

مصنف: اشتیاق احمد

- انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق، فرزانہ اور بیگم جمشید ایک جہاز میں سوار تھے۔
- وہ پانچوں افریقہ جا رہے تھے۔
- اچانک جہاز کا رخ بدل گیا۔
- کیپٹن سوتان کون تھا۔ اس کے پاس کیا چیز تھی۔
- جہاز کی پرواز کے دوران ایک خوفناک ہنگامہ۔
- مسافروں کی جان پر آ بنی۔
- ایسے میں وہ پانچوں حرکت میں آتے ہیں۔
- ایک یادگار ناول۔
- ۳۰ ستمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز نمبر ۳۰

آخری پیکٹ

مصنف: اشتیاق احمد

- محمود اور فاروق کی نیشنل پارک میں ایک آدمی سے ملاقات۔
- وہ آدمی بہت غریب تھا۔
- وہ ان سے کیا چاہتا تھا۔
- وہ اس آدمی کے ساتھ اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، لیکن...
- لیکن راستے میں ایک کار نے اس آدمی کو شدید زخمی کر دیا
- محمود اور فاروق اس کار کے تعاقب میں نکلے اور...
- اور ایک حیرت انگیز کہانی کی ابتدا ہو گئی۔
- انھیں ایک عجیب صورتِ حال کا سامنا۔
- ۲۰ دسمبر کو پڑھیے — قیمت: دس روپے۔

اشتیاق احمد
سے بھرپور ناول
اس ماہ کے ناول
آئندہ ماہ کے ناول
اشتیاق پبلی کیشنز